خلفائے ثلاثہ اور اہلبیتِ اطہار علیہم الرضوان

کے

تعلقات اور رشتہ داریاں

حسب الارشاد

پیر طریقت راہبر شریعت حضرت صاحبزادہ الحاج

پیر محمد شفیع قادری علیہ الرحمۃ

سجادہ نشین دربار عالیہ غوثیہ چھوہرہ شریف [illegible]

مُصنف

مولانا ابو الحامد محمد ضیاء اللہ قادری شرفی

خطیب جامع مسجد علامہ عبد الحکیم علیہ الرحمۃ تحصیل بازار، سیالکوٹ

ناشر

قادری کتب خانہ

تحصیل بازار، سیالکوٹ 0336-8678692

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلفاء ثلاثہ اور اہلبیتِ اطہار علیہم الرضوان

کے

تعلقات اور رشتہ داریاں

بفیضانِ نظر

پیرِ طریقت، راہبرِ شریعت حضرت صاحبزادہ الحاج

پیر محمّد شفیع قادری علیہ الرحمۃ

سجادہ نشین دربارِ عالیہ غوثیہ ڈھوڈا شریف (گجرات)

مصنّف

مولانا ابوالحامد

محمّد ضیاء اللہ قادری اشرفی علیہ الرحمہ

ناشر

قادری کتب خانہ

تحصیل بازار — ۹۰ سیٹھی پلازہ سیالکوٹ پاکستان فون ۵۹۱۰۰۸

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ـــــــ خلفاء ثلاثہ اور اہلبیت اطہار کے تعلقات اور رشتہ داریاں

تالیف ـــــــ مناظر اسلام علامہ ابو الحامد محمد ضیاء اللہ قادری اشرفی علیہ الرحمۃ

باہتمام ـــــــ صاحبزادگان مناظر اسلام

ناشر ـــــــ قادری کتب خانہ
تحصیل بازار، ۹۰ سٹی پلازہ سیالکوٹ

خطاط ـــــــ محمد ارشد سلیم قادری، چٹوں موم سیالکوٹ

ضخامت ـــــــ ۷۲ صفحات

تاریخ اشاعت ـــــــ فروری ۲۰۰۳ء

قیمت ـــــــ 50 روپے

لمحۂ فکریہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطّٰہِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ الْمُعَظَّمِیْنَ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِہِ الْکَامِلِیْنَ الصّٰدِقِیْنَ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مسلکِ حق اہلسنّت وجماعت وہ مہذب اور پیارا مسلک ہے۔ جسمیں ہر اللہ تعالٰی کے مقبول کا ادب اور احترام موجود ہے۔ حبیبِ خدا رازدارِ ربّ العلا، شافعِ روزِ جزا، مالکِ ہر دو سرا، خاتم الانبیاء احمد مجتبٰی محمد مصطفٰے علیہ افضل الصّلٰوۃ والسّلام کی ذاتِ گرامی سے جس کی بھی نسبت ہو سُنّی مسلمان کے دِل میں اس کی تعظیم وتکریم ضرور ہوگی۔ حضرت مولانا حسن میاں علیہ الرحمۃ نے اِسی حقیقت کی ترجمانی کرتے ہوتے فرمایا ہے۔

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاک حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں!

جب سرکارِ دو عالم، نورِ مجسّم، شفیعِ معظّم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کے

کے نورانی تلووں سے لگی ہوئیں نعلین شریفین کا یہ ادب واحترام ہے تو اہلبیت اطہار جو کہ سرورِ کون ومکاں، وارثِ زمین وآسمان، محبوبِ ربِّ دو جہاں، سیّاحِ لامکاں، وسیلہ بیکساں محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا خونِ مبارک ہے ان کا ادب واحترام اور ان سے عقیدت والفت کا کیا عالم ہوگا۔ اعلیحضرت عظیم البرکت، امام اہلسنّت، مجدّدِ دین وملت، علّامہ مولانا شاہ احمد رضا خاں قدس سرّہ العزیز نے اہلبیت اطہار کی بارگاہ میں نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے کیا خوب کہا ہے۔

کیا بات رضا اس چمنستانِ کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

پھر صحابہ کرام علیہم الرضوان وہ ہیں۔ جو نبی پاک، صاحبِ لولاک، مدنی تاجدار، حبیبِ کردگار، احمد مختار علیہ الصلوٰۃ والتحیات والتسلیمات کی شب و روز، نظرِ ایمان سے زیارت فرماتے تھے۔ آپ کے پاؤں کو بوسے دیتے تھے۔ ان کے پیچھے نمازیں ادا فرماتے تھے۔ ان کی نیازمندی اور محبت سے بھی ان کے قلوب نورِ ایمان سے منوّر ہیں۔ ابوالاثر حفیظ جالندھری مرحوم نے شاہنامہ میں خوب عکاسی فرمائی ہے۔

صحابہ وہ صحابہ جن کی ہر صبح عید ہوتی تھی
خدا کا قرب حاصل تھا نبی کی دید ہوتی تھی

اس دور میں ہر ایک کے ذہن میں ہے کہ اتحاد بہت ضروری ہے اور یہ ہے بھی حقیقت۔ لیکن اتحاد کے علمبردار حضرات کی زبانوں پر صرف لفظ اتحاد ہے

مگر جن وجوہات کی بنا پر اتحاد ہوسکتا ہے ان کو نظر انداز کیے ہوتے ہیں۔ مثلاً شیعہ سُنّی اتحاد کو ہی لیجئے۔ ایک محدود طبقہ کی طرف سے نعرے لگتے ہیں۔ شیعہ سنّی بھائی بھائی۔ اگر واقعی یہ خلوص ہے۔ تو چاہیئے کہ خلفاء ثلاثہ۔ اصحابِ رسول اور اہلبیتِ نبوت تمام سے اپنے خلوص اور عقیدت کے نذرانے دونوں طبقوں کی طرف سے پیش کیے جائیں۔ لیکن سنّی حضرات کی طرف سے گلہائے عقیدت پیش ہوتے ہیں مگر دوسری طرف سے خلفاء ثلاثہ اور اصحابِ رسول کی عظمت اور رفعت کا کبھی ذکر نہیں سُنا گیا۔ اہلسنّت وجماعت کی طرف سے اہلبیت اطہار کو نذرانۂ عقیدت پیش کرنا یہ صرف اتحاد کی بناء پر یا کسی سیاست اور مجبوری کی بناء پر نہیں۔ بلکہ ان سے عقیدت اور محبت رکھنا اور اس کا اظہار کرنا ان کا ایمان ہے اور وہ اپنی نجاتِ اخروی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

اہلِ سنّت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی!

شیعہ حضرات خلفاء ثلاثہ کی عظمت کا اقرار اور اظہار بھی نہ کریں اور اصحابِ رسول کی تعظیم وتکریم بھی نہ ہو۔ اذانوں میں اعلانیہ حضرت علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو خلیفہ بلافصل بھی کہیں اور پھر کہیں اتحاد ہے اور سنّی شیعہ بھائی بھائی ہیں اس اُلٹی منطق کی کسی ذی شعور آدمی کو سمجھ نہیں آتی۔

سادہ لوح مسلمان جو اسلام دوست ہیں۔ ان کی ذہن اس مذہبی انتشار سے بہت پریشان ہیں۔ حکومت بھی آئے دن سنّی شیعہ فسادات سے دوچار ہے۔ ملک میں امن وامان کی فضا قائم رکھنے کے لیے لاکھوں روپے اس کو خرچ کرنا

پڑتے ہیں۔ ہر ضلع کی انتظامیہ پریشان ہے اور ضلعی انتظامیہ نے دوسرے فرائض سرانجام دینے ہوتے ہیں ان میں بھی تاخیر ہو جاتی ہے بے پناہ مخلوق کا اِس فسادات کی بنا پر انتظامیہ آفیسر اپنی عدالت یا دفتر میں نہ ہونے کی وجہ سے قیمتی وقت ضائع ہوتا ہے۔ اور ان کا روپیہ خرچ ہوتا ہے اِن کے علاوہ حکومت اور عوام مزید کئی خطرات سے دوچار رہتے ہیں۔ حالانکہ شیعہ سُنّی اپنی اپنی مستند کتب کا مطالعہ کریں۔ تو یہ فسادات جہلا کی پیداوار ہیں۔

زیر نظر کتاب میں پوری پوری دیانت سے مستند کتب شیعہ کے حوالہ جات کی روشنی میں یہ حقیقت پیش کی گئی ہے۔ کہ خلفاء ثلاثہ اور اہلبیتِ اطہار کے آپس میں دوستانہ مراسم تھے اور ایک دوسرے سے محبت والفت تھی۔ یہانتک کہ ان نفوسِ قدسیہ نے آپسمیں رشتہ داریاں کیں۔ اپنی زندگی شیر و شکر ہو کر گزاری۔

تعصب اور بغض کو بالائے طاق رکھ کر اس کتاب کا مطالعہ کرنے والا مسلمان خلفاء ثلاثہ۔ اصحابِ رسول اور اہلبیت نبوت علیہم الرضوان سے عقیدت اور محبت رکھے گا۔ اور کبھی بھی شیعہ سُنّی اختلافات کے چکر میں نہ آئے گا۔ عامۃ المسلمین سے اپیل ہے اِس کتاب کو غور سے خود پڑھیں۔ پھر اپنے دوست ہمسایہ اور اپنے دفتری بھائی کو بھی پڑھنے کے لیے دیں۔ تاکہ مسلمانوں کے دل و دماغ خلفاء راشدین اہلبیتِ اطہار اور صحابہ کبار علیہم الرضوان کی عقیدت و محبت سے سرشار رہیں۔

ابو الحامد محمد ضیاء اللہ القادری الاشرفی
خطیب مرکزی جامع مسجد علامہ عبد الحکیم علیہ الرحمۃ
تحصیل بازار سیالکوٹ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے

نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا عقدِ مبارک

شیعہ حضرات کی مستند کتاب منتخب التواریخ میں ہے کہ

عائشہ دختر ابابکر بود و مادر عائشہ و عبد الرحمن بن ابی بکر ام رومان بنت عامر بن عمیر بود پیغمبر در مکہ معظمہ بعد از رحلت خدیجہ کبرٰی و قبل از تزویج سودہ در ماہ شوال او را تزویج فرمود و زفافش بعد از شوال سال اول ہجرت در مدینہ طیبہ واقع شد در حالیکہ عائشہ دہ سالہ بود پیغمبر پنجاہ و سہ سالہ بودند۔

عائشہ (صدیقہ) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ عائشہ اور عبد الرحمن بن ابو بکر کی والدہ ام رومان بنت عامر بن عمیر تھیں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجۃ الکبرٰی رضی اللہ تعالٰی عنہا کی رحلت کے بعد مکہ مکرمہ میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے نکاح سے پہلے ماہ شوال میں ان سے نکاح فرمایا۔ اور زفاف سودہ کے نکاح کے بعد ماہ شوال میں ہجرت کے پہلے سال مدینہ منورہ میں فرمایا۔ اس وقت حضرت عائشہ کی عمر دس سال تھی۔ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ۵۳ سال تھی۔ (منتخب التواریخ فارسی صفحہ ۲۴ مطبوعہ ایران)

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے

نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا عقدِ مبارک

منتخب التواریخ میں ہی ہے۔ کہ

حفصہ دُختر عمر بن الخطاب بود و مادر حفصہ و عبداللہ بن عمر و عبدالرحمٰن بن عمر زینب بنت مظعون خواہر جناب عثمان بن مظعون بود پیغمبر (ص) او را در سال سوم از ہجرت در مدینہ تزویج فرمود و قبل از حضرت رسول (ص) حفصہ زوجہ خنیس بن عبداللہ بن السہمی بود و حفصہ در سنہ چہل و پنج ہجری در مدینۂ طیبہ از دنیا رفت۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کی بیٹی تھیں حضرت حفصہ حضرت عبداللہ بن عمر ۔ عبدالرحمٰن بن عمر رضی اللہ عنہم کی والدہ زینب بنت مظعون تھیں جو کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی ہمشیرہ تھیں ۔ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہجرت کے دوسرے سال مدینہ طیبہ میں ان سے نکاح فرمایا ۔ رسُولِ پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے قبل حضرت حفصہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا خنیس بن عبداللہ بن سہمی کی بیوی تھیں ۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے مدینہ طیبہ ۴۵ھ میں انتقال فرمایا ۔

(منتخب التواریخ فارسی ص ۲۴، ۲۵ مطبوعہ ایران)

قارئین کرام ! مستند کتب شیعہ سے یہ واضح ہو گیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سرورِ عالم، نورِ مجسم، شفیع معظم خلیفۃ اللہ الاعظم محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی زوجۂ محترمہ تھیں ۔ اور قرآن مجید کا ارشاد ہے ۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَ اَزْوَاجُہٗ اُمَّہٰتُہُمْ (پ ۲۱ ع ۱۷)

یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک اور اس کی بیبیاں اُن کی مائیں ہیں ۔

نصِ قرآنی سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمام مومنوں کی والدہ اُمّ المومنین ہیں ۔ اور ماں کا بے ادب اور گستاخ کبھی ولی نہیں ہو سکتا ۔ یہی وجہ ہے کہ ولایت اہلسنت وجماعت میں ہی ہے ۔

جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا حضور پُرنور، نورٌ علیٰ نور حضرت محمد مُصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی زوجہ محترمہ ہوئیں تو سرکار ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سرکار کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے سسر ہوتے ۔ اب سرورِ کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ مبارک پڑھیں ۔

حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے سُسر اور داماد جنتی ہیں

شیعہ مسلک کی تفسیر لوامع التنزیل میں ہے ۔ کہ

مرویہ شیعہ و سنی است کہ حضور رسُول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود مَنْ زَوَّجَنِیْ وَتَزَوَّجَ مِنِّیْ مِنَ الْاُمَّۃِ اَحَدٌ لَا یَدْخُلُ النَّارَ لِاَنِّیْ سَئَلْتُ اللہَ عَنْہُ وَوَعَدَنِیْ بِذٰلِکَ ۔ میری اُمّت میں سے جس نے مجھ سے شادی کی اور جس کو مجھ سے شادی ملی وہ دوزخ میں نہ جاتے ۔ اس بارے میں اللہ تعالےٰ سے میں نے عرض کیا تھا تو اُس نے مجھ سے وعدہ فرما لیا ہے ۔

(لوامع التنزیل ص ۲۷۶ جلد دوم مطبوعہ لاہور)

اِسی تفسیر کے اِس حدیث کے سلسلہ میں حاشیہ پر لکھا ہے ۔ کہ

در حدیث نبوی ہر کہ بمن دختر بدہد یا از من دختر بگیرد او بجہنم نمیرود ۔ حدیث نبوی کا بیان ہے کہ جس کسی نے مجھے لڑکی دی یا مجھ سے لڑکی لی ۔ وہ جہنم میں نہیں جائے گا ۔

ناظرین حضرات! اِس ارشادِ نبوی کی رو سے سرکار سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت عثمان ذوالنورین اور علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا جنتی ہونا واضح ہے رافضی اور خارجی دونوں حضرات کے لیے اس فرمانِ مصطفوی سے ان کے نظریات باطلہ کا بطلان واضح ہے اور اہلسنت وجماعت کی حقانیت عیاں ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

والدین کی نافرمانی گناہ کبیرہ ہے

والدین کی نافرمانی کو شیعہ مذہب کی کتاب خصال شیخ صدوق میں گناہ کبیرہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ

وَ اَمَّا عُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ فَقَدْ اَنْزَلَ اللّٰہُ فِیْ کِتَابِہٖ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّہَاتُہُمْ فَعَقُّوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ذُرِّیَّتِہٖ وَعَقُّوْا اُمَّہُمْ خَدِیْجَۃَ فِیْ ذُرِّیَّتِہَا

(کبیرہ گناہوں میں سے) والدین کی نافرمانی ہے بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مومنوں سے ان کی جانوں سے بھی قریب ہیں۔ اور آپ کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔ پس اُن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی۔ آپ کی اولاد کے بارے میں اور نافرمانی کی اپنی ماں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کے بارے میں۔ (خصال شیخ صدوق ص۱۲۲ ج ۲ مطبوعہ ایران)

قارئین کرام! اس عبارت سے بھی عیاں ہے۔ کہ خدیجہ کے بطنِ اطہر سے جو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولادِ اطہار ہے۔ اس کو پچھلگ کہنا شیعہ

مذہب میں بھی رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نافرمانی قرار دیا گیا ہے۔

سیدنا علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی بہو اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بہو سگی بہنیں تھیں

سیدنا علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے صاحبزادہ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ شہر بانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادہ محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیوی دونوں سگی بہنیں تھیں۔ اِس لحاظ سے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم زلف تھے۔ شیعہ مسلک کی مستند کتب میں درج ہے۔ یہاں پر منتہی الآمال مصنف عباس قمی کی عبارت پیش کی جاتی ہے۔

شیخ مفید روایت کردہ است کہ حضرت امیر المومنین (ع) حریث بن جابر را والی کرد در یکے از بلادِ مشرق داد دو دختر یزدجرد را برائے حضرت فرستاد حضرت یکے را کہ شاہ زناں نام داشت بحضرت امام حسین (ع) داد و حضرت امام زین العابدین "ع" از او بہم رسید و دیگرے را بمحمد بن ابی بکر داد و قاسم جد مادرے حضرت صادق علیہ السلام از او بہم رسید پس قاسم با امام زین العابدین علیہ السلام خالہ زاد بودند۔

شیخ مفید نے روایت کیا ہے کہ حضرت علی المرتضےٰ علیہ السلام حریث بن جابر کو بلادِ مشرق میں سے کسی شہر کا والی مقرر فرمایا اور اس نے یزدجرد کی دو

لڑکیوں کو حضرت علی المرتضٰے علیہ السّلام کی خدمت میں بھیجا۔ تو حضرت علی المرتضٰے کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک لڑکی جس کا نام شاہ زناں تھا امام حسین علیہ السّلام کو دے دی۔ اس سے امام زین العابدین پیدا ہوئے۔ اور دوسری محمد بن ابوبکر کو دے دی۔ جس سے امام جعفر صادق علیہ السّلام کے نانا قاسم رضی اللہ عنہٗ پیدا ہوئے۔ پس قاسم اور امام زین العابدین آپس میں خالہ زاد بھائی ہوئے۔

(کشف الغمہ صـ ۸۳ جلد ۲) ، (منتہی الآمال صـ ۲ جلد دوم مطبوعہ ایران)

(مناقب آل ابی طالب ابن شہر آشوب صـ ۴۹ جلد ۴)

قارئین کرام!۔ مندرجہ بالا عبارت سے اظہر من الشمس ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کی بہو اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کی بہو دونوں بہنیں تھیں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ اور حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہٗ ہم زُلف تھے۔ اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہٗ اور حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہما دونوں خالہ زاد بھائی تھے۔

سیّدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہما کے داماد تھے!

شیعہ مسلک کی کتاب نہج البلاغہ کی شرح ابن حدید میں ہے کہ

رَوَی المَدَائِنِیُ قَالَ تَزَوَّجَ الحَسَنُ حَفْصَۃَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِیْ بَکْرٍ۔ مدائنی نے روایت کی ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہٗ کا نکاح عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے ہُوا۔ (ابن حدید شرح نہج البلاغہ صـ ۵ جلد ۴ مطبوعہ بیروت)

سیّدنا امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کی ازواج کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ تَزَوَّجَ هِنْدَ اِبْنَۃَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ۔ امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے عبدالرحمٰن بن ابوبکر کی بیٹی سے نکاح کیا۔ (ابن حدید شرح نہج البلاغہ جـ ۴ صـ)

قارئین کرام! شیعہ حضرات کے مسلک کی مستند کتاب نہج البلاغہ جو کہ حضرت علی المرتضٰے کرم اللہ وجہہ الکریم کے خطبات کی کتاب ہے۔ کی شرح ابن حدید سے ثابت ہوا۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کی دو پوتیاں حضرت حفصہ اور حضرت ہند یکے بعد دیگرے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے نکاح میں آئیں۔ اس لحاظ سے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ، صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے صاحبزادہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے داماد کے سگے بھائی تھے۔

یاد رہے کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہٗ، جو کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہٗ کے سسر تھے وہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی پھوپھی ساس بھی ہوتیں۔

سیّدنا امام حسن علیہ السّلام کی صاحبزادی اور سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کے نواسے کا عقد مبارک

شیعہ مسلک کی مستند تاریخ ناسخ التواریخ میں ہے۔ کہ

حضرت زید بن حسن، پسر نخستین حسن علیہ السّلام است ------ بعد از شہادت امام حسین علیہ السّلام گاہیکے عبداللہ بن زبیر بن عوام دعوٰی دار خلافت گشت باو بیعت کرد۔ بنزد اوشتافت از بہر آنکہ خواہرش ام الحسن کہ از جانب

مادر نیز باو برادر بود بعبد اللہ زبیر شوی کرد چوں عبد اللہ زبیر را کشتند خواہرش
را برداشتہ از مکہ بمدینہ آورد۔

حضرت زید بن حسن جو کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کے سب سے پہلا بیٹا ہے ---------- جبکہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، خلافت کے دعویدار ہوئے تو زید بھاگ کر ان کے پاس گئے اور ان کی بیعت کر لی۔ کیونکہ زید کی بہن ام الحسن جو ماں کی طرف سے بھی زید اس کے بھائی تھے عبد اللہ بن زبیر کی بیوی تھیں۔ جب عبد اللہ بن زبیر کو قتل کر دیا گیا۔ تو زید اپنی بہن کو لیکر مکہ سے مدینہ آ گئے۔ (ناسخ التواریخ ص۲۷۱ ج۲)

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، کے داماد تھے

شیعہ مسلک کی کتاب مناقب آل ابی طالب میں ہے۔

فَذَکَرَہٗ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ خِطْبَةَ الْحَسَنِ عَائِشَةَ وَ فَعَلَہٗ۔ (مناقب آل ابی طالب ص۳۹ جلد۴)

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ، نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ، کی لڑکی عائشہ رضی اللہ عنہا کی خواستگاری کی اور رشتہ ہو گیا۔

حضرت امام حسن علیہ السلام کے بعد عائشہ بنت عثمان سے حضرت امام حسین علیہ السلام کا نکاح

ثُمَّ اِنَّہٗ کَانَ الْحُسَیْنُ تَزَوَّجَ لِعَائِشَةَ بِنْتِ عُثْمَانَ

(امام حسن رضی اللہ عنہ، کے بعد) پھر امام حسین علیہ السلام نے عائشہ بنت عثمان سے نکاح کیا۔ (مناقب آل ابی طالب ص۳۰ ج۴)

ناظرین حضرات! حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، کی صاحبزادی اسماء کے لڑکے تھے اس طرح عبد اللہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، کے نواسے تھے۔ ام الحسن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، کی صاحبزادی تھی۔

اب امام حسین رضی اللہ عنہ، کی صاحبزادی کا رشتہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ، کا پوتا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، کا داماد تھا

نہج البلاغہ کی شرح ابن حدید میں ہے کہ تَزَوَّجَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ عبد اللہ بن عمرو بن عثمان نے حضرت حسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام کی صاحبزادی فاطمہ سے نکاح کیا۔

(ابن حدید شرح نہج البلاغہ صفحہ ۴۵۹ جلد ۳ مطبوعہ بیروت)

شیعہ حضرات کی تاریخ ناسخ التواریخ میں ہے۔

بعد از حسن مثنیٰ فاطمہ بحبالہ نکاح عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان در آمد

حسن مثنیٰ کے انتقال کے بعد فاطمہ بنت حسین نے عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان سے نکاح کر لیا۔ (ناسخ التواریخ ص۵۳۴ ج ۶ کتاب دوم)

قارئین کرام! کتبِ شیعہ سے حضرات خلفاء ثلاثہ اور اہلبیت اطہار کی گہری رشتہ داریاں اور تعلقات سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے۔ کہ خلفاء ثلاثہ کو تبرا بازی اور شانِ اقدس میں گستاخی اور توہین سے اہلبیت کی محبت کا اظہار نہیں ہوتا۔ یہ صرف میراثی اور بھنڈوں اور ڈوموں نے اپنے رذیل نظریات سمجھدار اور ذی شعور لوگوں پر ٹھونس دیتے ہیں۔ بلکہ اہلبیت اطہار علیہم الرضوان کا محب بھی وہ ہے جو خلفاء ثلاثہ کا نیاز مند اور عقیدت مند ہے۔

عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہٗ دامادِ علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ تھے

شیعہ حضرات کی مستند کتاب منتہی الآمال میں ہے کہ

حضرت امیر المومنین "ع" مرا از ذکر روایات بقول شیخ مفید بیست و ہفت تن فرزند بود چہار نفر از ایشاں امام حسن و امام حسین و زینب کبرٰی ملقب بہ عقیلہ و زینب صغرٰی است کہ مکناۃ است بام کلثوم و مادر ایشاں حضرت فاطمہ زہرا سیدۃ النساء "ع" است و شرح حال امام حسن و امام حسین "ع" بیاید و زینب در حبالہ نکاح عبداللہ بن جعفر پسر عم خویش بود و از او فرزندان آورد کہ از جملہ محمد و عون بودند کہ در کربلا شہید گشتند و ابو الفرج گفتہ کہ محمد بن عبداللہ بن جعفر کہ در کربلا شہید شد۔ مادرش خوصا بنت حفصہ بن ثقیف است و از برادرِ اعیانی عبیداللہ است کہ از نیز در واقعہ طف شہید شدند و ام کلثوم حکایت تزویج او با عمر در کتب مسطور است و بعد از او ضجیع عون بن جعفر و از پس زوجہ محمد بن جعفر گشت و ابن شہر آشوب از کتاب امامت ابو محمد

نوبختی روایت کردہ کہ ام کلثوم را عمر بن الخطاب تزویج کرد

شیخ مفید کی روایات کے مطابق حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی اولاد ستائیس لڑکے تھے ان میں سے چار حضرت امام حسن۔ امام حسین۔ زینب کبرٰے جن کا لقب عقیلہ تھا۔ اور زینب صغرٰے جن کی کنیت ام کلثوم تھی۔ ان کی والدہ ماجدہ سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام ہیں۔ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے حالات کی تشریح آگے آتے گی۔ حضرت زینب علیہا السلام اپنے چچازاد بھائی حضرت جعفر کے لڑکے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہٗ کے نکاح میں تھیں ان سے حضرت محمد اور عون کے علاوہ اور بھی اولاد ہوئی۔ یہ دونوں کربلا معلےٰ شریف میں شہید ہو گئے۔ اور ابو الفرج نے کہا ہے کہ محمد بن عبداللہ بن جعفر جو کہ کربلا معلےٰ میں شہید ہوتے ان کی والدہ کا نام خوصا بنت حفصہ بن ثقیف ہے عبیداللہ ان کے حقیقی بھائی تھے۔ جو واقعہ طف میں شہید ہوتے تھے۔ اور ام کلثوم کا حضرت عمر کے ساتھ نکاح کتابوں میں درج ہے۔ ان کے بعد یہ عون بن جعفر اور اس کے بعد محمد بن جعفر کی بیوی بنیں۔ ابن شہر آشوب نے ابو محمد نوبختی کتاب امامت سے روایت کی ہے کہ ام کلثوم کا نکاح عمر بن الخطاب سے ہوا تھا۔ (منتہی الآمال ص۲۱۷ ج ۱ مطبوعہ ایران)

شیعہ حضرات کی کتبِ احادیث صحاح اربعہ میں سے فروع کافی میں درج ہے کہ

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سَئَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ امْرَاَةٍ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا اَيْنَ تَعْتَدُّ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا اَوْ حَيْثُ شَاءَتْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ عَلِيًّا صَلٰوةُ اللهِ عَلَيْهِ لَمَّا مَاتَ

عُمَرُ اَتَی اِلَی اُمِّ کُلْثُوْمٍ فَاَخَذَ بِیَدِھَا فَانْطَلَقَ بِھَا اِلَی بَیْتِہٖ۔

سلمان بن خالد نے حضرت ابو عبداللہ جعفر علیہ السلام سے پوچھا کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے تو عدت خاوند کے گھر میں ہی گزارے یا جہاں چاہے گزارے؟ تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جہاں اس کی مرضی ہو۔ پھر فرمایا حضرت علی صلوٰۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فوت ہونے کے بعد امّ کلثوم کا ہاتھ پکڑا اور انہیں اپنے گھر لے آئے۔

(فروع کافی ص ۱۱۵ ج ۶ مطبوعہ تہران طبع جدید)

اسی طرح شیعہ حضرات کی صحاح اربعہ میں سے حدیث کی کتاب الاستبصار میں ہے۔

لَمَّا تُوُفِّیَ عُمَرُ اَتَی اِلَی اُمِّ کُلْثُوْمٍ فَانْطَلَقَ بِھَا اِلَی بَیْتِہٖ۔

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ امّ کلثوم کے پاس آئے اور انہیں اپنے گھر لے گئے۔ (استبصار ص ۳۵۲ ج ۳)

شیعہ مسلک کے نور اللہ شوستری نے اپنی کتاب مجالس المومنین میں بھی تحریر فرمایا ہے کہ

اگر نبی دختر بعثمان داد ولی دختر خود را بعمر فرستاد

اگر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دی تو ولی یعنی حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی صاحبزادی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی۔ (مجالس المومنین ص ۲۰۳ جلد اوّل مطبوعہ تہران)

مجالس المومنین میں آگے چلکر مزید وضاحت کر دی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کامل الایمان تھے۔ تحریر ملاحظہ ہو۔

دیگر پرسید کہ چرا آنحضرت دختر خود را بعمر بن خطاب داد گفت بواسطہ آنکہ اظہار شہادتین می نمود بزبان واقرار بفضل حضرت امیر میکرد۔

(مناقب ابن شہر آشوب ص ۲۷ طبع جدید (مجالس المومنین ص ۲۵۱ ج اوّل)

شیعہ مسلک کی صحاح اربعہ میں سے تہذیب الاحکام میں ہے۔ کہ

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُمِّیِّ عَنِ الْقَدَّاحِ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ مَاتَتْ اُمُّ کُلْثُوْمٍ بِنْتُ عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَابْنُھَا زَیْدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِیْ سَاعَۃٍ وَّاحِدَۃٍ۔

جعفر بن محمد قمی نے قداح سے اس نے حضرت امام جعفر صادق سے انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم کا بیٹا زید بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما ایک ہی ساعت میں فوت ہوتے۔ (تہذیب الاحکام ص ۲۶۳ ج ۹ مطبوعہ طہران)

ناظرین کرام! حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطنِ اطہر سے حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو بچے ہوتے تھے۔ ایک لڑکا تھا اور ایک لڑکی۔ لڑکے کا نام آپ نے پڑھ لیا کہ زید تھا اور لڑکی کا نام رقیہ تھا

ایک اور شبہ دور کیا جاتا ہے کہ جو ام کلثوم بنت علی واقعہ کربلا میں

جن کا تذکرہ ہے وہ ام کلثوم بنت علی اور تھیں وہ چھوٹی صاحبزادی تھیں اور جن کا حضرت عمر سے نکاح مبارک ہوا تھا وہ بڑی تھیں۔ اِس کے لیے بھی کتب شیعہ کے حوالہ جات پیش کیے جاتے ہیں۔

شیعہ حضرات کی مستند کتاب کشف الغمہ میں حضرت علی المرتضٰے کرم اللہ وجہہ الکریم کی اولاد میں سے صاحبزادیوں کا تذکرہ اِس طرح درج ہے:

اَلْاِنَاثُ زَیْنَبُ الْکُبْریٰ وَاُمُّ کُلْثُوْمِ الْکُبْریٰ وَ اُمُّ الْحَسَنِ وَرَمْلَةُ الْکُبْریٰ۔ اُمُّ هَانِیٍ وَمَیْمُوْنَةُ وَزَیْنَبُ الصُّغْریٰ وَ رَمْلَةُ الصُّغْریٰ وَاُمُّ کُلْثُوْمِ الصُّغْریٰ وَرُقَیَّةُ وَفَاطِمَةُ وَاِمَامَةُ وَخَدِیْجَةُ وَاُمُّ الْکِرَامِ وَاُمُّ سَلَمَةَ وَاُمُّ جَعْفَرَ وَجِمَانَةُ وَتَقِیَّةُ بِنْتُ اُخْریٰ لَمْ یُذْکَرِ اسْمُهَا مَاتَتْ صَغِیْرَةً۔

زینب کبریٰ۔ ام کلثوم کبریٰ۔ ام الحسن۔ رملہ کبریٰ۔ ام ہانی میمونہ زینب صغریٰ۔ رملہ صغریٰ۔ ام کلثوم صغریٰ۔ رقیہ۔ فاطمہ۔ امامہ۔ خدیجہ ام الکرام۔ ام سلمہ۔ ام جعفر جمانہ۔ تقیہ اور ایک اور صاحبزادی ہیں۔ جن کا بچپن میں ہی انتقال ہوگیا۔ ان کا نام کا ذکر نہیں۔

قارئین کرام! معلوم ہوا کہ سیدنا علی المرتضٰے کرم اللہ وجہہ الکریم کی صاحبزادیوں میں اُم کلثوم کبریٰ اور ام کلثوم صغریٰ دو ہیں۔ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نکاح میں جو ام کلثوم تھیں وہ کبریٰ تھیں۔ اِس کا تذکرہ بھی کتبِ شیعہ میں موجود ہے۔ جو کہ پیش خدمت ہے۔

مناقب آل ابی طالب میں ابن شہر آشوب نے لکھا ہے۔ کہ

اُمُّ کُلْثُوْمِ کُبْریٰ تَزَوَّجَهَا عُمَرُ وَاُمُّ کُلْثُوْمِ صُغْریٰ مِنْ کَثِیْرِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کا نکاح ام کلثوم کبرےٰ سے ہوا۔ اور ام کلثوم صغریٰ سے کثیر بن عباس بن عبد المطلب کا نکاح ہوا۔

(مناقب آلِ ابی طالب ص۳۰۴، ص۳۰۵ ج ۳)

شیعہ حضرات کی مستند تاریخ منتخب التواریخ میں مزید وضاحت سے درج ہے۔

ایں مخدرہ در واقعہ طف حاضر نبود در ہمیں کتاب حجۃ السعادت میفرماید نقلہ حدیث از طرق معتبرہ نقل نمودہ اند کہ جناب ام کلثوم دختر امیر المومنین "ع" و فاطمہ زہرا "ع" والدہ زید بن عمر و رقیہ بنت عمر در حیاۃ حضرت مجتبےٰ "ع" در مدینہ طیبہ از دنیا رحلت فرمود۔ رحلت او و فرزندش زید در یک روز اتفاق افتاد و تقدم و تاخر موت احدھما معلوم نشد الی ان قال ام کلثوم بنت علی کہ نام شریفش در وقعہ طف در ہمہ جا مذکور می شود و خطب و اشعار باو منسوب می گردد۔ ام کلثوم دیگریست از سائر ازواجات امیر المومنین علیہ السلام چوں علی القول الصحیح امیر المومنین را از بنات دو زینب بود و دو ام کلثوم زینب کبریٰ زوجہ عبداللہ بن جعفر بود و ام کلثوم کبریٰ زوجہ عمر بن الخطاب بود۔ و ہر دو از صدیقہ طاہرہ بودند۔ و زینب صغریٰ و ام کلثوم صغریٰ از سائر امہات بوجود آمدند و شیخ حر در رسائل شیعہ از عمار

بن یاسر روایت کردہ۔

اَخْرَجَتْ جَنَازَۃَ اُمِّ کُلْثُوْمِ بِنْتِ عَلِیٍّ وَابْنِهَا زَیْدِ بْنِ عُمَرَ وَفِی الْجَنَازَۃِ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَاَبُوْ هُرَیْرَۃَ فَوَضَعُوْا جَنَازَۃَ الْغُلَامِ مِمَّا یَلِی الْاِمَامَ وَالْمَرْاَۃَ وَرَائَهٗ وَقَالُوْا هٰذَا هُوَ السُّنَّۃُ۔

پس معلوم شد کہ جناب ام کلثوم بنت فاطمہ در وقعہ طف اصلاً در دنیا بنود و مستفاد از روایت مذکورہ آنکہ جناب اُمّ کلثوم کبریٰ در مدینہ طیبہ از دنیا مفارقت کرد و ظاہر قبر شریف شاں در مدینہ طیبہ باشد۔

یہ پردہ نشین (حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ) واقعۂ کربلا معلّٰے میں شریک نہ ہوتیں۔ اور حجۃ السعادۃ کتاب میں معتبر سند کے ساتھ منقول ہے کہ حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالےٰ عنہا جو کہ حضرت علی المرتضےٰ اور سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی صاحبزادی تھیں۔ ان سے دو بچے زید بن عمر اور رقیہ بنت عمر تولد ہوئے۔ اور اُم کلثوم کا امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی موجودگی میں مدینہ طیبہ میں انتقال ہوا۔ اتفاق کی بات ہے کہ اسی روز ہی ان کے صاحبزادے زید بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کا بھی انتقال ہوا۔ اگرچہ دونوں کے انتقال کے وقت کا تقدم اور تاخر معلوم نہ ہو سکا۔ آگے چلکر اسی کتاب میں مزید لکھا ہے کہ ام کلثوم بنت علی جن کا اسم گرامی واقعۂ کربلا معلّٰے میں تمام جگہ درج ہے۔ خطاب اور اشعار ان کی طرف منسوب ہیں۔ یہ ام کلثوم حضرت علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی کسی اور بیوی سے ہیں۔ کیونکہ صحیح قول یہ ہے کہ

حضرت علی علیہ السلام کی اولاد اطہار میں دو بچیاں زینب نامی اور دو ہی ام کلثوم نامی تھیں۔ زینب کبریٰ نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی بیوی تھیں۔ اور ام کلثوم کبریٰ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کے نکاح میں تھیں۔ یہ دونوں حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کے بطنِ اطہر سے تھیں۔ زینب صغریٰ اور اُمّ کلثوم صغریٰ حضرت علی علیہ السلام کی دوسری ازواج کے بطن سے تھیں۔

اور "شیخ حر" نے رسائل شیعہ میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالےٰ عنہ، سے روایت کیا ہے۔ کہ ام کلثوم اور ان کے فرزند زید بن عمر رضی اللہ عنہما کا جنازہ اُٹھایا گیا۔ جنازہ میں حضرت امام حسن۔ امام حسین۔ عبداللہ بن عمر۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم شریک تھے۔ امام کے بالکل قریب لڑکے کی میت رکھی اور اُس کے پیچھے حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی میت رکھی گئی اور کہا کہ یہی سنت طریقہ ہے۔

پس معلوم ہوا کہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا واقعہ کربلا معلّٰے میں ہرگز شریک نہ تھیں۔ کیونکہ وہ اس وقت دنیا سے رحلت فرما گئی تھیں۔ روایت مذکورہ سے بھی یہی حاصل ہوتا ہے کہ اُم کلثوم کبریٰ مدینہ منورہ میں فوت ہوئیں اور دفن بھی ہوئیں۔ (منتخب التواریخ صہ ۱۱۴ مطبوعہ ایران)

قارئین کرام! علی المرتضےٰ، شیرِ خدا، مشکل کشا، مولائے کل کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم کی صاحبزادی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا عقد مبارک امیر المومنین خلیفہ دوم خلیفہ برحق حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ،

سے ہونا بڑی شرح بسط سے کتبِ شیعہ سے درج کیا ہے۔ کیونکہ شیعہ حضرات عوام کو دھوکہ دینے کے لیے کہتے پھرتے ہیں۔ کہ یہ ام کلثوم حضرت علی المرتضٰے کی صاحبزادی نہ تھیں بلکہ یہ ابوبکر کی بیٹی ہے۔ جو کہ بالکل ہی غلط ہے۔ کتبِ شیعہ میں بار بار ام کلثوم بنت علی لکھا ہے۔ پھر ان سے حضرت عمر کی اولاد ہونا بھی درج ہے۔ پھر ان کے جنازہ میں حسنین امامین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ تعالٰے عنہما کا شریک ہونا بھی درج ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے انتقال کے بعد ان کو حضرت علی المرتضٰے کرم اللہ وجہہ الکریم کا اپنے ساتھ اپنے گھر لے آنا اور وہاں ہی عدت گزارنا درج ہے۔ اب بھی اگر کسی شیعہ کو شک وشبہ رہ جاتے تو پھر اس کا علاج کسی کے پاس نہیں۔

مستند کتبِ شیعہ سے ثابت ہو گیا کہ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ داماد علی المرتضٰے شیرِ خدا ہیں۔

اب مومنین اور مسلمین خود فیصلہ فرمائیں کہ آپ اپنے دامادوں کو تبرا بولتے ہیں۔ ان کی شان میں توہین آمیز کلمات کہتے ہیں یا کہ ان کی تعظیم و توقیر کرتے ہیں۔ یا آپ کے داماد کو کوئی تبرا بولے اور برا کہے ان کی شان میں توہین آمیز کلمات کہے تو کیا آپ خوش ہوتے ہیں؟ اگر جواب نفی میں ہے۔ اور یقیناً نفی میں ہے تو پھر سیدنا علی المرتضٰے شیر خدا اور سیدۃ النساء فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالٰے عنہا کو اگر راضی کرنا ہے اور ان کی عنایات چاہنا ہے۔ تو پھر سرکار عمر فاروق رضی اللہ تعالٰے عنہ کو عزت اور رفعت کی نگاہ سے دیکھنا ہوگا۔ اور ان کی تعظیم و توقیر کرنی ہوگی۔

الحمد للہ رب العالمین! اہلسنت وجماعت کے دلوں میں ان کی تعظیم و توقیر ہے۔ اعلیحضرت عظیم البرکت امام اہلسنت مجددِ دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

وہ عمر جس کے اعداء پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰے عنہ داماد رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالٰے عنہ کی سرکار دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کئی نسبت سے رشتہ داری ہے۔ چنانچہ شیعہ حضرات کی کتاب نہج البلاغہ کی شرح میں خطبہ ۴۳ کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

درحالیکہ تو از جہت خویشی برسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از آنہا نزدیک تری چوں عثمان پسر عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف می باشد و عبد مناف جد سوم حضرت رسول محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔

حضرت علی المرتضٰے کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ کو فرمایا کہ آپ باعتبار قرابت ابوبکر و عمر سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہیں۔ کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰے عنہ اور حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیسرے دادا میں جا ملتے ہیں۔

(شرح نہج البلاغہ فارسی فیض الاسلام ص ۵۲۸ مطبوعہ ایران)

یہ رشتہ تھا والد کی طرف سے اب والدہ کی طرف سے رشتہ ملاحظہ فرمائیں۔

عثمان بنت اروی بنت ام حکیم بیضا بنت عبد المطلب

اِس لحاظ سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کی والدہ حضرت اروی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پھوپھی اُمِّ حکیم بیضا کے صاحبزادے بنے۔ یعنی پھوپھی زاد ہمشیرہ کے بیٹے یعنی بھانجے لگے۔

سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کی سرورِ عالم حضرت محمد مصطفےٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات سے تیسری نسبت یہ ہے کہ دامادِ مصطفےٰ ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی دو صاحبزادیاں حضرت اُمِّ کلثوم اور حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کے نکاح مبارک میں تھیں۔

شیعہ حضرات کی مستند کتب منتہی الآمال میں ہے۔ کہ

درقرب الاسناد از صادق علیہ السلام روایت شدہ است کہ از برائے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ واُمِّ کلثوم و رقیہ و زینب و تزویج نمود فاطمہ را بحضرت امیر المومنین و زینب را بابی العاص بن الربیع کہ از بنی امیہ بود واُمِّ کلثوم را بعثمان بن عفان و پیش از آنکہ بخانہ عثمان برود برحمتِ الٰہی واصل شد و بعد از او حضرت رقیہ را باو تزویج نمود۔

قرب الاسناد میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے۔ کہ رسُولِ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضرت خدیجہ سے یہ اولاد پیدا ہوئی۔ طاہر و قاسم۔ فاطمہ۔ اُمِّ کلثوم۔ رقیہ اور زینب۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے حضرت زینب رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا نکاح ابو العاص بن ربیع سے جو کہ بنو امیہ سے تھے۔ حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا

کا نکاح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے ہوا۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہٗ کے گھر جانے سے قبل یعنی رخصتی سے قبل ہی وصال فرما گئیں۔ ان کے بعد حضرت رقیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہٗ سے نکاح ہوا۔

(منتہی الآمال صفحہ ٧٩ جلد اوّل مطبوعہ ایران)

ہجرت حبشہ میں حضرت عثمان اور ان کی زوجہ سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ شامل تھے

اہلِ تشیع کی مستند تفسیر مجمع البیان میں ہے۔ کہ

فَخَرَجَ اِلَيْهَا سِرًّا اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا وَاَرْبَعُ نِسْوَةٍ وَهُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَاِمْرَاَتُهٗ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمَسْعُوْدِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَاَبُوْ حُذَيْفَةَ ابْنُ عُتْبَةَ وَامْرَاَتُهٗ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَاَبُوْ سَلْمَةَ بْنُ عَبْدِ الْاَسَدِ وَاِمْرَاَتُهٗ اُمُّ سَلْمَةَ بِنْتُ اَبِيْ اُمَيَّةَ وَعُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ وَعَامِرُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَاِمْرَاَتُهٗ لَيْلٰى بِنْتُ اَبِيْ خَيْثَمَةَ وَحَاطِبُ بْنُ عَمْرٍو وَسَهْلُ بْنُ الْبَيْضَاءِ۔

پوشیدہ طور پر حبشہ کی طرف ہجرت فرمانے والے گیارہ مرد اور چار عورتیں وہ یہ ہیں۔ عثمان[1] بن عفان ان کی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ[2] جو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں۔ زبیر[3] بن عوام۔ عبد اللہ[4] بن مسعود۔ عبد الرحمن[5] بن عوف۔ ابو حذیفہ[6] بن عتبہ ان کی زوجہ سہلہ[7] بنت سہیل بن عمر۔ مصعب[8] بن عمیر۔ ابو سلمہ[9] بن عبد الاسود ان کی زوجہ ام سلمہ[10] بنت ابی امیہ۔ عثمان[11] بن

مظعون - عامر[12] بن ربیعہ ان کی زوجہ لیلیٰ[13] بنت ابی خیثمہ - حاطب[14] بن عمرو اور سہیل[15] بن البیضاء - (تفسیر مجمع البیان صہ ۲۳۳ ج ۳ مطبوعہ تہران)

شیعہ حضرات کی کتاب نہج البلاغہ کے شارح فیض الاسلام نے نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر ۱۴۳ کی شرح میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ

پس خویشاوندی عثمان از ابوبکر و عمر بہ پیغمبر اکرم نزدیک تراست و بدامادی پیغمبر مرتبہ اے یافتہ ای ابوبکر و عمر نیافتند عثمان رقیہ وام کلثوم رابنا بر مشہور دختراں پیغمبر بودند بہمسری خود درآورد در اوّل رقیہ راو بعد از چندگاہ کہ آں مظلومہ وفات نمود ام کلثوم رابجائے خواہر باو دادند۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، باعتبار قرابت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے قریب ہیں کہ اتنی قرابت ابوبکر اور عمر بن خطاب کو بھی حاصل نہیں۔ پھر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا داماد بن کر وہ مرتبہ پایا جو ابوبکر و عمر کو نہ ملا۔ حضرت عثمان نے سیدہ رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے نکاح کیا جو مشہور روایات کے مطابق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیاں تھیں پہلے حضرت رقیہ سے شادی ہوئی اور ان کے انتقال کے بعد ان کی ہمشیرہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نکاح میں آگئیں۔

(شرح نہج البلاغہ فارسی فیض الاسلام صہ ۵۱۹ خطبہ نمبر ۱۴۳ مطبوعہ ایران)

سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام کا فتوےٰ

شیعہ حضرات کے مشہور مجتہد ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے کہ

عیاشی روایت کردہ است کہ از صادق علیہ السلام پرسیدند کہ آیا حضرت رسول اکرم خود را بعثمان داد حضرت فرمود کہ بلیٰ۔

عیاشی نے روایت کی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا۔ کہ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دے دی تھی تو حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ کیوں نہیں یعنی نکاح میں دے دی تھی۔ (حیات القلوب فارسی صہ ج ۲ مطبوعہ ایران)

اگر میری تیسری صاحبزادی ہوتی تو میں وہ بھی عثمان کے نکاح میں دے دیتا۔ (فرمانِ نبوی)

شیعہ حضرات کی نہج البلاغہ کی شرح میں ابن حدید نے لکھا ہے کہ

قَالَ شَیْخُنَا اَبُوْ عُثْمَانَ وَلَمَّا مَاتَتِ الْاِبْنَتَانِ تَحْتَ عُثْمَانَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهٖ مَا تَنْتَظِرُوْنَ لِعُثْمَانَ اَلَا اَبُوْ اَیِّمٍ اَلَا اَخُوْ اَیِّمٍ زَوَّجْتُهُ اِبْنَتَیْنِ وَلَوْ اَنَّ عِنْدِیْ ثَالِثَةٌ لَفَعَلْتُ قَالَ وَلِذٰلِكَ سُمِّیَ ذَا النُّوْرَیْنِ۔

ہمارے شیخ ابوعثمان نے کہا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، کے نکاح میں یکے بعد دیگرے آنے والی دونوں بیویاں انتقال فرما گئیں۔ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا تم عثمان کے لیے کس چیز کا انتظار کرتے ہو۔ کیا کسی بیوہ کے بھائی کا یا باپ کا؟ میں نے اپنی دو صاحبزادیوں کا نکاح عثمان سے کیا۔ اگر میرے پاس تیسری بھی ہوتی تو اس کا نکاح بھی اس سے کر

دیتا۔ راوی کہتے ہیں۔ اسی لیے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذوالنورین یعنی دو نوروں والا کہتے ہیں۔ (شرح نہج البلاغہ ابن حدید ص۲۶۰ ج ۳ مطبوعہ بیروت)

قارئین کرام! سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نکاح میں سرورِ کائنات مفخرِ موجودات، باعثِ تخلیقِ کائنات، صدرِ بزمِ کائنات، مختارِ شش جہات، اصیلِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دو صاحبزادیوں سیدہ امِ کلثوم اور سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہونا مستند کتبِ شیعہ سے بیان کیا گیا ہے۔ اب بھی اگر کوئی اس حقیقت کا انکار کرے تو اس سے بڑھکر شقی القلب اور حق سے منہ موڑنے والا کوئی نہ ہوگا۔

سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامادِ رسول ہونا کے ثبوت کے بعد رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد اطہار میں ایک سے زائد صاحبزادیوں کے ہونے کا ثبوت درج کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ شیعہ حضرات سادہ لوح مسلمانوں کے سامنے یہی کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ہی صاجزادی تھی اور ان کا اسم شریف فاطمہ تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صرف داماد حضرت علی المرتضےٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔

مستند کتبِ شیعہ سے حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ دامادِ رسول حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں کے ثبوت کے بعد نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیوں کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے۔

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیاں

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں ارشاد فرمایا۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ ۔ (پ ۲۲ ع ۵) اے نبی اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو۔

شیعہ مسلک کی مستند تفسیر منہج الصادقین میں اس آیہ کریمہ کے تحت لکھا ہے کہ

اے پیغمبر بگو مر زنان خود را و مر دختران خود را

(تفسیر منہج الصادقین ص۳۲۲ جلد ۷، مطبوعہ ایران)

شیعہ حضرات کے مشہور مجتہد ملا باقر مجلسی نے حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت درج کی ہے کہ

در قرب الاسناد بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ ام کلثوم و رقیہ و زینب۔

قرب الاسناد میں معتبر اسناد کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطنِ اطہر سے رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ اولاد پیدا ہوئی۔ طاہر و قاسم فاطمہ۔ ام کلثوم۔ رقیہ اور زینب۔ (حیات القلوب فارسی ص ج ۲ مطبوعہ ایران، منتہی الآمال ص۷۹ ج ۱)

قارئین کرام! حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کو شیعہ حضرات اگر واقعی صادق مانتے ہیں۔ تو وہ فرما رہے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجۃ الکبرےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطنِ اطہر سے چار صاحبزادیاں فاطمہ، اُمِّ کلثوم رقیہ اور زینب پیدا ہوئیں۔ اب شیعہ حضرات کے ذاکرین اور علماء بلکہ عوام صرف ایک ایک کی رٹ لگاتی رکھیں تو پھر ماننا پڑے گا۔ کہ ان کا مسلک سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کے مسلک کے خلاف ہے۔ اور "فقہ جعفریہ نافذ کرو" کا نعرہ صرف اور صرف ایک سٹینٹ ہوگا۔

الحمد للہ رب العٰلمین۔ اہلسنّت وجماعت کا وہی مسلک ہے جو حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا ہے۔

بے عذاب وعتاب وحساب وکتاب
تا ابد اہلسنّت پہ لاکھوں سلام

بعض شیعہ علماء سادہ لوح مسلمانوں کی آنکھوں میں یہ کہکر دھول ڈالتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدیجۃ الکبرےٰ کے بطنِ اطہر سے ایک صاحبزادی تھیں۔ رقیہ، اُمِّ کلثوم اور زینب یہ حضرت خدیجۃ الکبرےٰ کی پہلے خاوند سے لڑکیاں تھیں۔ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کے بیان سے جو کہ شیعی مجتہد ملّا باقر مجلسی اور عباس قمی نے منتہی الآمال کے صفحہ نمبر ۹۷ پر درج کیا ہے۔ شیعہ حضرات کا اِس بطلان اور فریب کا قلع قمع ہو جاتا ہے کیونکہ امام صادق علیہ السلام نے صاف طور پر فرمایا ہے۔

از برائے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از بطن خدیجہ متولد شدند

طاہر و قاسم و فاطمہ و اُمِّ کلثوم و رقیہ و زینب۔

اب شیعہ مسلک کی وہ بلند پایہ کتاب جس کو شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ اِس کتاب کے بارے میں امام غائب امام مہدی نے فرمایا ہے۔ اَلْکَافِی کَافٍ لِشِیْعَتِنَا ہمارے شیعوں کے لیے کافی ہے۔ کی روائیت پیش کی جاتی ہے۔

وَتَزَوَّجَ خَدِیْجَةَ وَھُوَ ابْنُ بِضْعٍ وَّعِشْرِیْنَ سَنَةً فَوُلِدَ لَهٗ مِنْهَا قَبْلَ مَبْعَثِهٖ الْقَاسِمُ وَرُقَیَّةُ وَزَیْنَبُ وَاُمُّ کُلْثُوْمٍ وَوُلِدَ لَهٗ بَعْدَ الْمَبْعَثِ وَالطَّیِّبُ وَالطَّاهِرُ وَالْفَاطِمَةُ عَلَیْهَا السَّلَامُ۔

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت خدیجۃ الکبرےٰ رضی اللہ عنہا سے بیس سال سے زائد عمر میں شادی کی۔ اور ان کے بطنِ اطہر سے بعثت سے پہلے قاسم۔ رقیہ۔ زینب اور اُمِّ کلثوم پیدا ہوئے۔ اور بعثت کے بعد طیب۔ طاہر اور فاطمہ پیدا ہوتے۔

(اصولِ کافی عربی ص ۴۳۹ جلد اوّل مطبوعہ تہران۔ منتخب التواریخ فارسی ص ۲۷ مطبوعہ ایران)

اب شیعہ مسلک کی وظائف کی کتاب مفاتیح الجنان کا حوالہ پیش کیا جاتا ہے اور یہ وظیفہ رمضان شریف کے مہینے کا ہے۔ پڑھیئے اور ایمان کو تازہ کیجئے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی رُقَیَّةَ بِنْتِ نَبِیِّكَ وَالْعَنْ مَنْ اٰذٰی نَبِیَّكَ فِیْهَا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اُمِّ کُلْثُوْمَ بِنْتِ

نَبِیِّكَ وَالْعَنْ مَنْ اٰذٰی نَبِیَّكَ فِیْهَا -

(مفاتیح الجنان صـ۲۱۲ اعمال روزہائے ماہ رمضان مطبوعہ تہران -
تحفۃ العوام صـ۱۱۳ مطبوعہ نولکشور)

اے اللہ اپنے نبی کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ پر رحمت نازل فرما اور جس نے تیرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس صاحبزادی کے معاملہ میں تکلیف دی اس پر لعنت فرما - اور اے اللہ اپنے نبی کی صاحبزادی اُمِّ کلثوم پر رحمت نازل فرما - اور جس نے اِس صاحبزادی کے معاملہ میں تکلیف دی اس پر لعنت فرما -

مناقب آل ابی طالب میں ابن شہر آشوب نے نبی اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے باب میں لکھا ہے کہ

وَاَوْلَادُهٗ وُلِدَ مِنْ خَدِیْجَةَ اَلْقَاسِمُ وَعَبْدُاللّٰهِ وَهُمَا الطَّاهِرُ وَالطَّیِّبُ وَاَرْبَعُ بَنَاتٍ زَیْنَبُ وَرُقَیَّةُ وَاُمُّ کُلْثُوْمٍ وَهِیَ اٰمِنَةُ وَفَاطِمَةُ -

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جو اولاد پیدا ہوئی - قاسم اور عبداللہ اور وہی طاہر اور طیب ہیں - اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں - زینب - رقیہ - اُمِّ کلثوم اور وہی آمنہ تھی اور فاطمہ -

(مناقب آل ابی طالب صـ۱۶۱-۱۶۲ جلد اول مطبوعہ ایران)

شیعہ حضرات کا مشہور سوال اور اُس کا جواب

شیعہ مسلک کے لوگ ایک سوال کرتے ہیں کہ اگر نبی پاک صاحبِ لولاک،

خاتم الانبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی چار صاحبزادیاں تھیں تو مباہلہ کے وقت ساتھ کیوں نہ لائے - جبکہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو ساتھ لائے تھے -

جواب ۱:- آیت مباہلہ ۹ھ میں نازل ہوئی - (منتخب التواریخ صـ۴۲)
مباہلہ کے وقت حضور پرُنور، نورٌ علیٰ نور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ اور اُمِّ کلثوم رضی اللہ تعالےٰ عنہما کا انتقال ہو چکا تھا - جیسا کہ شیعہ مسلک کی معتبر اور مشہور کتاب حیات القلوب میں درج ہے - پڑھیئے -

زینب در مدینہ سال ہفتم ہجرت و بروایتے در سال ہشتم برحمت ایزدی داخل شد -

زینب ۷ھ اور ایک روایت میں ہے ۸ھ کو مدینہ طیبہ میں اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئیں -

ورقیہ در مدینہ برحمت ایزدی واصل شد در ہنگامی کہ جنگ بدر رو دارد -

اور حضرت رقیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا مدینہ منورہ میں غزوہ بدر کے دنوں میں اللہ تعالےٰ کو پیاری ہو گئیں -

وگویند کہ در سال ہفتم ہجرت برحمت ایزدی واصل شد مؤلف گوید کہ آنچہ از روایات ظاہر شد کہ تزویج ووفات اُمِّ کلثوم پیش از تزویج ووفات رقیہ بودہ است اصح واقویٰ است -

سیدہ اُمِّ کلثوم رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے متعلق کہتے ہیں کہ ۷ھ میں

اللہ تعالیٰ سے واصل ہو گئی تھیں۔ مؤلف یعنی ملا باقر مجلسی کہتا ہے کہ جو بات روایات سے ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح اور انتقال حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح اور انتقال سے پہلے ہوا۔ یہ زیادہ صحیح اور قوی ہے۔ (حیات القلوب فارسی ص ج ۲ مطبوعہ ایران)

شیعہ مذہب کی دوسری کتاب منتہی الآمال میں ہے کہ

فقیر گوید آنچہ مشہور است و مورخین نوشتہ اند۔ تزویج اُمِ کلثوم بعثمان بعد از وفات رقیہ است و رقیہ در سال دوم ہجری در ہنگامی کہ جنگِ بدر بود وفات کرد۔

عباس قمی مصنف منتہی الآمال کہتا ہے کہ مشہور مورخین کی نوشتہ اور تحریر کے مطابق یہ ہے کہ حضرت اُمِ کلثوم کا حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سے نکاح حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے بعد ہوا۔ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ۲ھ غزوہ بدر کے موقعہ پر انتقال فرمایا۔

(منتہی الآمال ص ۱۲۵ جلد اول مطبوعہ ایران)

شیعہ مذہب کی کتب سے ہی یہ واضح ہو گیا کہ مباہلہ ۹ھ میں ہوا۔ اور حضرت زینب، حضرت رقیہ اور حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن دخترانِ رسولِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا انتقال ۹ھ سے پہلے ہی ہو گیا تھا۔ اس لیے وہ مباہلہ میں نہ تھیں۔

عالی حضرات! اہلبیت اطہار اور خلفاء ثلاثہ علیہم الرضوان کی رشتہ داریاں اور حضرت نبی پاک، صاحبِ لولاک احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات

کی چار صاحبزادیوں کا بیّن ثبوت شیعہ مسلک کی مستند کتب کے حوالہ جات سے پیش کیا گیا ہے اور اب یہ فیصلہ کرنا کہ اہلبیت اطہار علیہم الرضوان کا سچا محب کون ہے اور اہلبیت اطہار کے عقائد کس مسلک نے اپناتے ہیں، مسلمانوں کا کام ہے کیونکہ بعض حضرات کا نظریہ یہ ہے کہ اہلبیت کا محب وہ ہے۔ جو خلفاء ثلاثہ کی شان میں تبرا بازی کرے۔ ان پر لعنتیں بھیجے اور ان کی شان میں توہین آمیز کلمات کہے۔ لیکن شواہد اور حقائق سے یہ واضح ہے کہ محبِ اہلبیت وہ ہے۔ جو خلفاء ثلاثہ کا ادب و احترام کرے اور ادب و احترام کی تلقین کرے۔ کیونکہ اہلبیت اطہار سے ان کی گہری رشتہ داریاں ہیں۔ اور ان کی زندگی رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ کی تفسیر ہے۔ اسی لیے فاضل بریلوی شاہ احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

اہلِ سُنت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی!

اہلبیت اطہار علیہم الرضوان کی ان سے محبت اور الفت کا یہ عالم ہے کہ اہلبیت اطہار نے اپنی اولاد کے نام ان کے ناموں پر رکھے۔ آپ دیکھتے ہیں۔ آج کوئی باپ اپنے لڑکے کا نام یزید اور شمر رکھنے کے لیے تیار نہیں۔ کیونکہ ان حضرات نے سیدنا امام عالیمقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناروا سلوک کیا۔ ان کی توہین کی۔ اور ان کی نسبت کی عظمت کا پاس نہ کیا۔ واقعہ کربلا ۶۱ھ کو ہوا۔ آج سن ۱۴۲۰ھ ہے۔ قریباً پونے چودہ سو سال کا عرصہ طویل ہو گیا ہے۔ لیکن اس واقعہ کے بعد کوئی باغیرت انسان اپنی اولاد کا نام

یزید اور شمر رکھنے کے لیے تیار نہیں۔ لیکن حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا مشکل کشا مولائے کل کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم۔ سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد امجاد کے اسماء شریفہ پر غور کریں تو ان میں ابوبکر۔ عمر اور عثمان نام ملیں گے۔

آخر یہ بھی تو سوچنا چاہیئے کہ کیا ہماری غیرت سے ان آئمہ اطہار کی غیرت کم تھی۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ ہمارا اہلسنت وجماعت کا تو یہ عقیدہ ہے کہ ہمیں اگر غیرت ملی ہے تو ان حضرات کی مبارک جوتیوں کے صدقہ میں ملی ہے۔

آج ناعاقبت اندیش اور اہلبیت اطہار کی تاریخ اور توصیف سے بے بہرہ حضرات سٹیجوں پر سرعام یہ کہتے پھرتے ہیں کہ ابوبکر نے علی کے ساتھ یہ کیا۔ خلافت چھین لی۔ عمر فاروق نے یہ کیا۔ سیدہ کو دھکا دیا۔ عثمان نے یہ کیا۔ وہ کیا۔ ور مسلمانوں کو اس چیز پر ابھارتے ہیں کہ یہ اہلبیت کے دشمن ہیں۔ ان پر تبرا بازی کرو۔ لعنتیں بھیجو۔ (استغفر اللہ)

موجودہ ذاکرین جو کچھ کہتے ہیں اگر یہ درست ہے تو ہم پوچھتے ہیں۔ کہ علی المرتضیٰ اور حسنین کریمین علیہم الرضوان نے اپنی اولاد کے نام ان ناموں پر کیوں رکھے۔ جبکہ مسلمان واقعہ کربلا کے بعد یزید، شمر نام رکھنا قطعاً گوارا نہیں کرتے آئمہ اہلبیت اطہار علیہم الرضوان کے علم اور فراست پر قربان جائیں۔ انکی نگاہِ ولایت یہ دیکھ رہی تھی ایک زمانہ ایسا آئے گا۔ کہ ظاہری طور پر ہمارے محب بن کر یا علی۔ یا علی کے نعرے لگا کر ہمارے دوستوں اور رشتہ داروں پر لوگ طعن و تشنیع کریں گے۔ تبرا بولیں گے۔ ان آئمہ کرام علیہم السلام نے اپنی اولاد

کے نام ہی ان احباب کے ناموں پر رکھ دیئے تاکہ ذی شعور۔ سمجھدار اور سچے محبانِ اہلبیت یہ جان لیں کہ ان احباب کی ہمارے دلوں میں کتنی قدر و منزلت ہے اور ہمارے ان کے ساتھ ایسے گہرے تعلقات ہیں۔ اور ہم آپس میں ایسے شیر و شکر ہیں کہ ہم نے اپنی اولاد کے نام ان حضرات کے نام پر رکھے ہیں چنانچہ اب اس حقیقت کو شیعہ مذہب کی مستند کتب کے حوالہ جات کی روشنی میں پیش کیا جاتا ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی اولاد کے نام

شیعہ مسلک کی کتاب کشف الغمہ میں ہے۔

قَالَ الْمُفِیْدُ رَحِمَہُ اللہُ اَوْلَادُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ سَبْعَۃٌ وَّعِشْرُوْنَ وَلَدًا ذَکَرًا وَّاُنْثٰی اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ وَزَیْنَبُ الْکُبْرٰی وَزَیْنَبُ الصُّغْرٰی الْمُکَنَّاۃُ اُمَّ کُلْثُوْمٍ اُمُّھُمْ فَاطِمَۃُ الْبَتُوْلُ سَیِّدَۃُ نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ بِنْتُ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ وَمُحَمَّدٌ الْمُکْنٰی اَبَا الْقَاسِمِ اُمُّہٗ خَوْلَۃُ بِنْتُ جَعْفَرِ بْنِ قَیْسٍ الْحَنَفِیَّۃُ وَعُمَرُ وَرُقَیَّۃُ کَانَا تَوْاَمَیْنِ وَاُمُّھُمَا اُمُّ حُبَیْبَۃَ بِنْتُ رَبِیْعَۃَ وَالْعَبَّاسُ وَجَعْفَرُ وَعُثْمَانُ وَعَبْدُ اللہِ الشُّھَدَآءُ مَعَ اَخِیْھِمُ الْحُسَیْنِ صَلَوَاتُ اللہِ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمُ السَّلَامُ بِطَفِّ کَرْبَلَا

أُمُّهُمْ أُمُّ الْبَنِيْنَ بِنْتُ حِزَامِ بْنِ خَالِدِ بْنِ دَارِمٍ وَمُحَمَّدُ الْاَصْغَرُ الْمُكَنّٰى اَبَا بَكْرٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ الشَّهِيْدَانِ مَعَ اَخِيْهِمَا الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالطَّفِّ اُمُّهُمَا لَيْلٰى بِنْتُ مَسْعُوْدٍ الدَّارِمِيَّةُ وَيَحْيٰى وَعَوْنٌ اُمُّهُمَا اَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ الْخَثْعَمِيَّةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَاُمُّ الْحَسَنِ وَرَمْلَةُ اُمُّهَا اُمُّ مَسْعُوْدِ بِنْتِ عُرْوَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ الثَّقَفِيِّ وَنَفِيْسَةُ وَزَيْنَبُ الصُّغْرٰى وَرُقَيَّةُ الصُّغْرٰى وَاُمُّ هَانِيٍ وَاُمُّ الْكِرَامِ وَجُمَانَةُ الْمُكَنَّاةُ بِاُمِّ جَعْفَرٍ وَاُمَامَةُ وَاُمُّ سَلَمَةَ وَمَيْمُوْنَةُ وَخَدِيْجَةُ وَفَاطِمَةُ رَحِمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِنَّ لِاُمَّهَاتِ اَوْلَادٍ شَتّٰی۔

شیخ مفید .... نے کہا ہے کہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی اولاد بچے بچیاں کل ستائیس تھی۔ حسن۔ حسین۔ زینب کبریٰ۔ زینب صغریٰ کنیت ام کلثوم ان کی والدہ ماجدہ سیدۃ النساء العالمین فاطمہ جو سید المرسلین۔ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں۔ محمد کنیت ابو القاسم ان کی والدہ خولہ بنت جعفر تھیں۔ عمر۔ رقیہ یہ دونوں جڑواں تھے ان کی والدہ اُمِّ حبیبہ بنت ربیعہ تھیں۔ عباس۔ جعفر۔ عثمان۔ عبداللہ یہ اپنے بھائی امام حسین کے ساتھ میدانِ کربلا میں شہید ہوتے تھے۔ ان کی والدہ ام لبنین بنت حزام تھیں۔ محمد اصغر کنیت ابو بکر۔ عبید اللہ یہ دونوں بھی امام حسین کے ساتھ کربلا میں شہید ہوتے تھے۔ ان کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود تھیں۔ یحیٰ اور عون ان کی والدہ اسماء بنت عمیس تھیں۔

ام الحسن رملہ ان کی والدہ ام مسعود بن عروہ تھیں۔ نفیسہ۔ زینب صغریٰ رقیہ صغریٰ۔ اُمِّ ہانی۔ اُمِّ کرام۔ جمانہ کنیت ام جعفر۔ امامہ۔ ام سلمہ۔ میمونہ خدیجہ۔ فاطمہ رحمۃ اللہ علیہن مختلف ماؤں کی اولاد تھیں۔

(کشف الغمہ ص ۴۴۰ جلد اوّل مطبوعہ ایران)

منتہی الآمال میں عباس قمی نے فصل ششم در ذکرِ اولادِ حضرت امیر المومنین علیہ السلام میں حضرت علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی ازواج اُمِّ حبیب۔ اُمِّ البنین اور حضرت لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے بطن سے جو اولاد ہوتی ان کے ناموں کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے۔ عمر و رقیہ

عمر و رقیہ کبریٰ است کہ ہر دو تن ام زا و در متولد شدند و مادر ایشان ام حبیب دختر ربیعہ است۔ عباس و جعفر و عثمان و عبد اللہ اکبر است کہ ہر چہار در کربلا شہید کشتند و کیفیت شہادت ایشان بعد ازیں مذکور شود انشاء اللہ تعالےٰ و مادر ایں چہار تن ام البنین بنت حزام بن خالد کلابی است محمد اصغر و عبد اللہ است محمد مکنی بابی بکر است و ایں ہر دو در کربلا شہید کشتند و مادر ایشان لیلیٰ بنت مسعود دارمیہ است۔ (منتہی الآمال ج ۱ ص ۲۶ مطبوعہ ایران)

قارئین کرام! آپ نے دیکھا کہ ابو بکر۔ عمر اور عثمان نام حضرت علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے صاحبزادوں کے رکھے ہیں۔ پھر یہ سب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کربلا معلےٰ شریف میں شہید بھی ہوتے ہیں اور کتبِ شیعہ میں یہ درج ہے مگر کتنے افسوس کا مقام ہے۔ شیعہ ذاکرین اور علماء دس دس دن شہادت بیان کریں۔ لیکن کبھی انہوں نے ابو بکر۔ عمر اور

عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادت کا تذکرہ نہیں کیا۔ کیا یہ علی المرتضیٰ کے لختِ جگر نہیں۔ یقیناً ہیں۔ صرف اور صرف اِس لیے ان کے نام نہیں لیے جاتے کہ ان کے نام ابوبکر۔ عمر اور عثمان ہیں۔

سیّدنا عباس علمدار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا سب ذکر کرتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ یہ عباسؓ علی شیرِ خدا کی زوجہ حضرت ام البنین کے بطن پاک سے تھے اور ان کے سگے بھائی کا نام عثمان ہے۔ جیسا کہ منتہی الآمال۔ منتخب التواریخ اور کشف الغمہ کے حوالہ جات سے عیاں ہے۔

یہ شقاوتِ قلبی نہیں تو اور کیا ہے ایک صاحبزادہ کا نام لیا جاتے لیکن ان کے سگے بھائی حضرت عثمان کا نام نہ لیا جاتے حالانکہ وہ بھی اُسی جنگ میں شہید ہوتے ہوں۔

جہلا طبقہ تو اہلسنّت وجماعت کو علی کی اولاد کا دشمن کہتا ہے لیکن تاریخ اور حقائق اور وہ بھی شیعہ حضرات کی مستند کتب کی تحریروں سے یہ واضح ہے۔ کہ ابوبکر۔ عمر اور عثمان کے دشمن ہی دراصل حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی اولاد پاک کے دشمن ہیں۔

ذاکرین اور جہلا کی زبان سے عشرہ محرم کی تقاریب میں شہداءِ کربلا کا تذکرہ سننے والے حضرات کے اپنے ہی مسلک کی مستند کتاب جلاء العیون میں سیّدنا امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی زبان پاک سے سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے ان صاحبزادوں کے نام درج ہیں۔ جنہوں نے کربلا معلّٰے شریف میں سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہٗ کے ساتھ جامِ شہادت نوش فرمایا۔

اَب سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی اولاد امجاد کا ذکرِ خیر کیا جاتا ہے کہ انہوں نے بھی اپنی اولاد کے نام خلفاءِ ثلاثہ کے نام پر رکھے ہیں۔ کشف الغمہ میں ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے پندرہ صاحبزادے تھے ان کے اسماءِ شریفہ یہ ہیں۔

حسن[1] - زید[2] - عمر[3] - حسین[4] - عبداللہ[5] - عبدالرحمٰن[6] - عبداللہ[7] - اسماعیل[8] - محمد[9] یعقوب[10] - جعفر[11] - طلحہ[12] - حمزہ[13] - ابوبکر[14] - قاسم[15] - (کشف الغمہ ص۵۷۵ ج۱ مطبوعہ ایران)

اِن میں قاسم اور عمرو۔ عبداللہ کربلا معلّٰے شریف میں اپنے چچا سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے ساتھ شہید ہوتے۔ (کشف الغمہ ص۵۸ ج۱ مطبوعہ ایران)

ناظرین کرام! شیعہ حضرات حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی شہادت کا ذکر کرتے ہیں۔ مگر حضرت عمر جو کہ ان کے بھائی ہیں۔ اور سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے صاحبزادہ ہیں۔ اِن کا ذکر نہیں کرتے۔ صرف اس لیے کہ ان کا نام عمر ہے۔

آئمہ اطہار علیہم الرضوان کا یہ نام رکھنا اِس حقیقت کی بیّن دلیل ہے۔ ان کو ان کے ساتھ محبت اور الفت تھی۔ اِسی حقیقت کو ذرا وضاحت سے پیش کرتے ہوتے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے چند ارشادات بھی درج کیے جاتے ہیں۔

شانِ صحابہ میں سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ کا خطبہ مبارکہ

شیعہ مسلک میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے خطبات کی کتاب نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر ۱۱۷ میں شانِ صحابہ کرام علیہم الرضوان اِن الفاظ میں مولا علی نے بیان فرمائی ہے۔

وَلَوَدِدْتُّ اَنَّ اللهَ فَرَّقَ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ وَاَلْحَقَنِیْ بِمَنْ هُوَ اَحَقُّ بِیْ مِنْکُمْ قَوْمٌ وَاللهِ مَیَامِیْنُ الرَّاْیِ مَرَاجِیْحُ الْحِلْمِ مَقَاوِیْلُ بِالْحَقِّ مَتَارِیْكُ لِلْبَغْیِ مَضَوْا قُدُمًا عَلَی الطَّرِیْقَةِ وَاَوْجَفُوْا عَلَی الْمَحَجَّةِ فَظَفِرُوْا بِالْعُقْبٰی الدَّائِمَةِ وَالْكَرَامَةِ الْبَارِدَةِ۔

قارئین کرام!۔ اس خطبہ کا اردو ترجمہ بھی شیعہ مسلک کے عالم نے جو کیا ہے۔ پیش کیا جاتا ہے۔

اب تو میری دعا ہے اور میں اس بات کو پسند رکھتا ہوں کہ پروردگارِ عالم میرے اور تمہارے درمیان تفرقہ اندازی کر دے اور مجھے ان لوگوں کے ساتھ ملحق فرما دے جو تم سے زیادہ میرے لیے سزاوار ہوں۔ وہ ایسے لوگ تھے۔ قسم خدا کی! ان کی رائیں اور تدبیریں مامون و مبارک تھیں۔ وہ دانشمندانہ اور حکیمانہ بردباریوں کے مالک تھے وہ راست گفتار وہ بغاوت اور جور و ستم کے ختم کرنے والے تھے گزر گئے۔ دراں حالیکہ ان کے پاؤں طریقہ اسلام پر مستقیم تھے وہ راہ واضح پر چلے اور ہمیشہ رہنے والی سرائے عقبیٰ میں فتح و فیروزی حاصل کی نیک اور گوارا کرامتوں سے فیض یاب ہو گئے۔ (نیرنگ فصاحت ص۱۶۸ ام دہلی)

ناظرین کرام! مندرجہ بالا حیدری خطبہ کو بار بار پڑھیے جو کہ حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیعانِ حیدرِ کرار کو فرمایا تھا۔ بعد ازیں شیعہ علماء اور ذاکرین کی تقاریر اور ان کے عقائد پر غور و خوض کیا جائے تو یہ واضح ہو گا کہ خلفاء ثلاثہ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بارے میں جو یہ نفرت کی فضا پیدا کرتے ہیں۔ یہ حیدری

مشن نہیں بلکہ حیدری مشن کے مقابل میں ایک مشن بنایا گیا ہے حیدری مشن تو یہ ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی رائیں اور تدبیریں مامون تھیں۔ وہ حضرات دانشمندانہ اور حکیمانہ بردباریوں کے مالک تھے۔ وہ طریقہ اسلام پر مستقیم تھے۔ انہوں نے عقبیٰ و آخرت میں سرفرازی اور کامیابی حاصل کی ہے اور کرامات سے فیضیاب ہو گئے۔

معلوم ہوا کہ جو خلفاء ثلاثہ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان پر لعنتیں بھیجے اور ان پر طعن و تشنیع کرے وہ حیدری مشن کے خلاف علیحدہ مشن پر ہے اور ان کا اپنے آپ کو شیعانِ حیدر کرار کہلانا جعل سازی ہے اور نعرۂ حیدری لگانا بھی ایک گہری سازش ہے۔ محبانِ اہلبیت اطہار کو ایسے حضرات سے ہمیشہ ہمیشہ بچنا چاہیئے۔

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا شانِ صحابہ میں خطبہ مبارکہ

حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دوسرا خطبہ مبارکہ بھی پیشِ خدمت ہے۔ اور اس کا ترجمہ بھی شیعہ مکتبِ فکر کے عالم سے ہی درج ہے۔

نہج البلاغہ کا خطبہ نمبر ۹۷ میں حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ارشادِ مبارک ہے۔

لَقَدْ رَاَیْتُ اَصْحٰبَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ فَمَا اَرٰی اَحَدًا یُّشْبِهُهُمْ مِّنْكُمْ لَقَدْ یُصْبِحُوْنَ شُعْثًا غُبْرًا

وَقَدْ بَاتُوا سُجَّدًا وَّقِيَامًا يُرَاوِحُونَ بَيْنَ جِبَاهِهِمْ وَخُدُودِهِمْ وَيَقِفُونَ عَلٰى مِثْلِ الْجَمْرِ مِنْ ذِكْرِ مَعَادِهِمْ كَانَ بَيْنَ أَعْيُنِهِمْ رُكَبُ الْمِعْزٰى مِنْ طُولِ سُجُودِهِمْ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ هَمَلَتْ أَعْيُنُهُمْ حَتّٰى تَبُلَّ جُيُوبَهُمْ وَمَادُوا كَمَا يَمِيدُ الشَّجَرُ يَوْمَ الرِّيحِ الْعَاصِفِ خَوْفًا مِنَ الْعِقَابِ وَرَجَاءً لِلثَّوَابِ -

میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو دیکھا ہے۔ تم میں کوئی بھی تو ان کی نظیر دکھائی نہیں دیتا۔ وہ اس حالت میں صبح کرتے تھے۔ کہ الجھے ہوئے بال غبار آلود چہرے۔ ان کی راتیں قیام و سجود میں گزرتی تھیں۔ کبھی ان کی پیشانیاں صرف سجود ہوتی تھیں۔ کبھی وہ اپنے معادہ کے ذکر سے ایسے ہو جاتے تھے۔ جیسے بقیہ ثنا خرما۔ (ان میں ذرا بھی حس و حرکت نہ رہتی) سجدوں کے طول سے ان کی آنکھوں کے درمیان (پیشانیوں پر) گھٹے پڑ کے ایسے ہو گئے تھے۔ جیسے بکریوں کے زانو۔ جب خدا تعالےٰ کا ذکر ہوتا تو ان کی آنکھیں اشکبار ہوتیں ہوئیں جیب و دامن کو تر بتر کر دیتی تھیں۔ وہ خوف عقوبت اور امید ثواب سے ایسے لرزتے تھے۔ جیسے آندھی کے وقت درخت جنبش کیا کرتے ہیں۔ (نیرنگ فصاحت صہ ۱۳۲ مطبوعہ دہلی)

قارئین کرام! حیدر کرار کرم اللہ وجہہ الکریم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے تقوے، پرہیزگاری، عبادت و ذکر الٰہی کو بیان فرما کر اپنے ماننے والوں کو تعلیم دی ہے کہ ان پارسا اور مقبولان الٰہی کے عقیدت مند اور ارادتمند رہنا۔

اور ان کے نقش قدم پر چلنا۔ وہ بے نظیر اور بے مثال شخصیات تھیں۔ ان کے شب و روز خوف خدا اور عبادت و ریاضت میں گزرتے تھے۔

اب اگر کوئی ان کو غاصب اور ظالم کہے اور دعوٰے یہ کرے کہ میں حضرت علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا محب ہوں۔ بلکہ دشمن علی ہے۔ لبادہ اوڑھ کر سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

سیدنا علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھنا

شیعہ مسلک کی تفسیر قمی میں ہے۔

ثُمَّ قَامَ وَتَهَيَّأَ لِلصَّلٰوةِ وَحَضَرَ الْمَسْجِدَ وَصَلّٰى خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ۔ پھر حضرت علی المرتضےٰ اٹھے اور نماز کا ارادہ فرما کر مسجد میں تشریف لائے اور ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی۔

(تفسیر قمی صہ ۵۰۳ جلد ۲ مطبوعہ ایران۔ احتجاج طبرسی صہ ۱۲۶)

قارئین کرام! سیدنا علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ الکریم جس امام کے پیچھے نماز ادا فرمائیں۔ کیا وہ امام غاصب اور بے انصاف ہو سکتا ہے۔ جبکہ ہم اپنا امام دیکھ بھال کر رکھتے ہیں۔ مقتدی ہوں جس امام کے مولا علی، تو اس امام کا تقوٰے، عدل و انصاف اور زہد و پرہیزگاری بھی مثالی ہوگی۔

حضرت علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی نماز کی قدر و عظمت یہ ہے کہ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی نماز عصر قضا ہو گئی تو نبی پاک صاحب لولاک

صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کی نمازِ عصر ادا کرنے کی خاطر غروب شدہ سورج کو پھر طلوع فرمایا اور حضرت علی نے نمازِ عصر ادا فرمائی۔

جب حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ، کی نماز کی عظمت و رفعت کا یہ عالم ہو تو جس صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ، کے پیچھے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ، نماز ادا فرماتے رہے ہیں۔ ان کے زہد اور تقوٰی پر اعتراض کرنا دراصل سرکار حیدرِ کرار رضی اللہ تعالٰی عنہ، کی نمازوں کو برباد سمجھنا ہے۔

آج کئی حضرات کئی اماموں کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھتے۔ لیکن اُسی مسجد میں آکر امام کے علاوہ نماز پڑھ کر چلے جاتے ہیں۔ اگر اس دور کے نمازیوں میں یہ جرأت اور ہمت ہے۔ تو شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم میں یہ جرأت بدرجہ اتم تھی۔ مگر حیدرِ کرار نے ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ وہ سرکار صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ، کے تقوٰی اور زہد اور امامت کے معتقد تھے۔

اب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، پر لعنتیں بھیجنے والے حضرات ذرا گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ ان کا حیدرِ کرار کرم اللہ وجہہ الکریم سے عقیدت و محبت کا دم بھرنا اس نازیبا حرکت کی اجازت دیتی ہے کہ علی المرتضٰی کے امام کو تبرا کریں۔ اگر محبت والفت ہے۔ تو باز رہیں اور باز کریں۔ اگر نہیں ہے تو پھر ان کی اپنی مرضی، مگر اتنا ضرور ہے کہ شانِ صدیق اکبر میں کوئی فرق نہیں آئے گا ان کا اپنا ہی ستیاناس ہو گا۔

آسمان کا تھوکا منہ پر

سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ، کو عادل اور منصف اور حق پر قائم قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ حضرت علی المرتضٰی کا فرمان کتبِ شیعہ میں موجود ہے۔ جو کہ پیشِ خدمت ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما امام، عادل اور منصف مزاج تھے؟

شیعہ مسلک کے مجتہد نور اللہ شوستری نے حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرمان درج کیا ہے۔ کہ

اِمَامَانِ عَادِلَانِ قَاسِطَانِ كَانَا عَلَى الْحَقِّ وَمَاتَا عَلَيْهِ فَعَلَيْهِمَا رَحْمَةُ اللهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ وہ دونوں (حضرت ابو بکر، حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما) عادل اور منصف امام تھے۔ دونوں حق پر رہے۔ اور حق پر ہی دونوں کا وصال ہوا۔ قیامت کے دن ان دونوں پر اللہ تعالٰی کی رحمت ہو۔ (احقاق الحق ص ۱۶)

شیعہ مسلک کے ہی ابو جعفر طوسی نے تلخیص الشافی میں درج کیا ہے۔ کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالٰی عنہ، اپنے والد ماجد سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالٰی عنہ، سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک قریش کا جوان حضرت امیر المومنین علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ فِي الْخُطْبَةِ اِنَّمَا اللّٰهُمَّ اَصْلِحْنَا بِمَا اَصْلَحْتَ بِهِ الْخُلَفَاءَ الرَّاشِدِيْنَ فَمَنْ هُمَا۔ میں نے آپ سے ابھی خطبہ

فرماتے ہوئے سُنا ہے۔ کہ آپ فرمارہے تھے کہ اے میرے پروردگار ہم پر اسی مہربانی کے ساتھ کرم فرما جو مہربانی و کرم تو نے خلفاءِ راشدین پر فرمایا ہے۔ تو وہ خلفاءِ راشدین کون ہیں؟ تو حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

حَبِیْبَایَ وَعَمَّاكَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ اِمَامَا الْهُدٰى وَ
شَيْخَا الْاِسْلَامِ وَرَجُلَا قُرَيْشٍ وَالْمُقْتَدٰى بِهِمَا
بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ مَنِ اقْتَدٰى
بِهِمَا عُصِمَ وَمَنِ اتَّبَعَ اٰثَارَهُمَا هُدِىَ اِلٰى
صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

وہ میرے پیارے محبوب ہیں اور تیرے چچا ہیں۔ ابوبکر، عمر وہ دونوں ہدایت کے امام اور اسلام کے پیشوا ہیں۔ اور دونوں قریش سے ہیں۔ اور مقتدا ہیں جس نے ان کی پیروی کی وہ جہنم سے بچ گیا اور جس نے ان کی اقتدا کی اُس نے صراطِ مستقیم کی ہدایت پائی۔ (تلخیص الشافی ج ۳ ص ۲۱۸ مطبوعہ قم ایران)

قارئین کرام:۔ سیدنا حیدرِ کرار کرم اللہ وجہہ الکریم تو ان کو خلفاء راشدین ہدایت کے امام۔ اور اپنے محبوب فرمائیں، اور نام نہاد حیدری کہلانے والے تبرا اور لعنتیں بھیجیں۔ نظریات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ نظریات کے تفاوت سے عیاں ہے۔ کہ حیدری وہی ہے جو حیدرِ کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نظریات کے مطابق اپنے عقائد رکھے۔

سیدنا علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کا سرکارِ صدیق اور سرکار فاروق رضی اللہ عنہما کی خلافتِ حقہ کا اقرار کرنا

سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا، مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم نے سرکار ابوبکر صدیق اور سرکار عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت کو تسلیم کیا اور بلکہ ان کے دورِ خلافت کے کارناموں کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی ہے۔ جو کہ شیعہ حضرات کے ابن میثم نے نہج البلاغۃ کی شرح میں درج کی ہے۔

ذَكَرْتَ اِنَّ اللهَ اجْتَبٰى لَهٗ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَعْوَانًا اَيَّدَهُمْ
بِهٖ فَكَانُوْا فِيْ مَنَازِلِهِمْ عِنْدَهٗ عَلٰى قَدْرِ فَضَائِلِهِمْ فِي الْاِسْلَامِ
وَكَانَ اَفْضَلُهُمْ فِي الْاِسْلَامِ كَمَا زَعَمْتَ وَاَنْصَحُهُمْ لِلّٰهِ وَ
لِرَسُوْلِهٖ الْخَلِيْفَةَ الصِّدِّيْقَ وَخَلِيْفَةَ الْخَلِيْفَةِ الْفَارُوْقَ وَ
لَعَمْرِيْ اِنَّ مَكَانَهُمَا فِي الْاِسْلَامِ لَعَظِيْمٌ وَاِنَّ الْمُصَابَ بِهِمَا
لَجَرْحٌ فِي الْاِسْلَامِ شَدِيْدٌ يَرْحَمُهُمَا اللهُ وَجَزَاهُمَا
بِاَحْسَنِ مَا عَمِلَا۔

سیدنا علی المرتضٰے کرم اللہ وجہہ الکریم نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے مسلمانوں میں بہت مددگار چنے۔ جن کے ذریعہ آپ کی تائید فرمائی۔ ان حضرات کی آپ کی بارگاہ اقدس میں اس ترتیب سے قدر و منزلت تھی۔ جو انہیں اسلام میں فضیلت کے اعتبار سے تھی۔ اور اسلام میں ان سب سے افضل جیسا کہ تمہارا بھی خیال ہے خلیفہ صدیق ہیں۔ اور یہی ان

تمام میں سے زیادہ خیر خواہ تھے۔ پھر ان کے بعد ان کے خلیفہ فاروق کا مقام ہے۔ مجھے اپنی عمر کی قسم۔ اسلام میں ان دونوں کا مقام یقیناً بہت بڑا ہے۔ ان کی رحلت سے اسلام میں بہت سے مصائب اور مشکلات پیدا ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرماتے اور ان کو اعمال کی جزائے خیر عطا فرماتے۔

(شرح نہج البلاغۃ ابن میثم ص ۳۶۲ جلد ۴ مطبوعہ تہران)

قارئین کرام:۔ سرکار علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت ابو بکر کو صدیق اور حضرت عمر کو فاروق کے لقب سے یاد فرمایا ہے۔ نیز خلیفہ بھی تحریر فرمایا ہے۔ بعد ازاں اسلام میں ان کے مقام کو عظیم بھی تسلیم فرمایا ہے۔ لہٰذا جو حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے واقعی محب اور غلام ہیں۔ وہ تو یقیناً سرکار ابو بکر کو صدیق اور حضرت عمر کو فاروق کے لقب سے یاد کریں گے۔ پھر ان کی خلافت کو خلافتِ حقہ تسلیم کریں گے۔ اور اسلام میں ان کے مقام کو عظیم تسلیم کریں گے۔ اور حضرت علی المرتضٰی نے ان کی عظمت کا ذکرِ خیر اور ان کے کارہائے نمایاں کی جزائے خیر کا تذکرہ حلفاً اور قسماً فرمایا ہے۔ اب جس کو سرکار علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قسم پر اعتبار نہیں وہ کبھی بھی محبِ علی نہیں ہو سکتا۔

سرکار علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف جو خطوط تحریر فرماتے ان میں سے ایک خط جو آپ کے خطبات نہج البلاغۃ میں موجود ہے۔ پیش کیا جاتا ہے۔ جسمیں خلفاء ثلاثہ کی خلافت اور خود سرکار علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ان کے دستِ حق پرست پر

جو بیعت کی ان کا تذکرہ موجود ہے۔ پڑھیئے اور سرکار علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقیدہ اور نظریہ کے مطابق خلفاء ثلاثہ کی خلافت کو خلافت حقہ تسلیم کرتے ہوئے اذانوں میں خلیفہ بلافصل کہنے سے اعراض کریں۔ وہ خط یہ ہے۔

وَمِنْ کِتَابٍ لَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِلٰی مُعَاوِیَةَ۔

اِنَّهٗ بَایَعَنِی الْقَوْمُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا اَبَابَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ عَلٰی مَا بَایَعُوْهُمْ عَلَیْهِ فَلَمْ یَکُنْ لِلشَّاهِدِ اَنْ یَّخْتَارَ وَلَا لِلْغَائِبِ اَنْ یَّرُدَّ وَاِنَّمَا الشُّوْرٰی لِلْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ فَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی رَجُلٍ وَّسَمَّوْهُ اِمَامًا کَانَ ذٰلِكَ لِلّٰهِ رِضًی فَاِنْ خَرَجَ عَنْ اَمْرِهِمْ خَارِجٌ بِطَعْنٍ اَوْ بِدْعَةٍ رَدُّوْهُ اِلٰی مَا خَرَجَ مِنْهُ فَاِنْ اَبٰی قَاتَلُوْهُ عَلَی اتِّبَاعِهٖ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَوَلَّاهُ اللّٰهُ مَا تَوَلّٰی۔

حضرت علی المرتضٰی علیہ السلام کے خطوط میں سے ایک خط جو انہوں نے معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی طرف تحریر فرمایا۔

میری بیعت ان حضرات نے کی ہے جنہوں نے ابو بکر۔ عمر اور عثمان (علیہم الرضوان) کی بیعت کی تھی۔ اور بیعت کا مقصد بھی وہی تھا جو ان سے تھا لہٰذا موجود حضرات میں سے کسی کو علیحدگی کا اختیار نہیں اور نہ غائب لوگوں کو اس کی تردید کی اجازت ہے۔ مشورہ مہاجرین اور انصار کو ہی شایانِ شان ہے۔ تو اگر یہ سب کسی شخص کے خلیفہ بنانے پر متفق ہو جائیں تو یہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہی ہو گی۔ اور اگر ان کے حکم سے کسی نے بوجہ طعن یا بدعت کے

خروج گیا تو اسے واپس لوٹا دو۔ اور اگر واپسی سے انکار کرے تو اس سے جنگ کرو۔ کیونکہ اس صورت میں وہ مسلمانوں کے اجتماعی فیصلہ کو ٹھکرانے والا ہے۔ اور اللہ نے اسے متوجہ کر دیا۔ جدھر وہ خود جانا چاہتا ہے۔

(نہج البلاغہ صہ ۸۳۱ جز پنجم خط نمبر ۶ مطبوعہ ایران)

ناظرین کرام! حضرت علی المرتضٰی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم کے اس خط سے عیاں ہے کہ سرکار علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک پر جن حضرات نے بیعت کی۔ وہ وہی تھے جنہوں نے خلفاء ثلاثہ سیدنا ابوبکر سیدنا عمر سیدنا عثمان علیہم الرضوان کی بیعت کی تھی۔ لہٰذا ان حضرات نے سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کو چوتھا خلیفہ سمجھ کر ہی بیعت کی تھی۔

لہٰذا اہلسنّت وجماعت کا بھی یہی مسلک ہے۔ سرکار علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ان لوگوں پر لعنت فرمائی ہے۔ جو حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو چوتھا خلیفہ نہیں مانتے۔

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چوتھا خلیفہ

نہ ماننے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت

شیعہ مسلک کی مستند کتاب المناقب آل ابی طالب میں ہے کہ حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ لَمْ یَقُلْ اِنِّیْ رَابِعُ الْخُلَفَاءِ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ۔ جو مجھے چوتھا خلیفہ نہ کہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ (مناقب آل ابی طالب صہ ۶۳ ج ۳ مطبوعہ قم ایران)

سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق کی خلافت

اب شیعہ مسلک کی مستند تفاسیر سے بھی سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا ثبوت درج کیا جاتا ہے۔

وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا آیۃ شریفہ کی تفسیر میں سرور عالم نور مجسم شفیع معظم خلیفۃ اللہ الاعظم حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا۔

اِنَّ اَبَابَکْرٍ یَلِی الْخِلَافَۃَ بَعْدِیْ ثُمَّ بَعْدَہٗ اَبُوْکِ۔

بیشک ابوبکر میرے بعد خلیفہ ہوں گے پھر ان کے بعد تیرے باپ (عمر) خلیفہ ہوں گے۔ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا مَنْ اَنْبَاَکَ ھٰذَا یہ خبر آپ کو کس نے دی۔ تو سرور کائنات، مفخر موجودات حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ مجھے اللہ تعالیٰ علیم وخبیر نے خبر دی ہے۔

(تفسیر صافی صہ ۷۱۶ ج ۴، تفسیر قمی صہ ۶۸۷ ج ۲)

علامہ طبرسی نے تفسیر مجمع البیان میں بھی بیان کیا ہے۔

وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا یَعْنِیْ حَفْصَۃَ عَنِ الزَّجَّاجِ قَالَ وَلَمَّا حَرَّمَ مَارِیَۃَ الْقِبْطِیَّۃَ اَخْبَرَ حَفْصَۃَ اَنَّہٗ یَمْلِکُ مِنْ بَعْدِہٖ اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ۔

اور جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت حفصہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راز کی بات کی۔ زجاج سے مروی ہے کہ جب نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے لیے حرام فرمالیا۔ تو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ نے خبر دی کہ میرے بعد حضرت ابوبکر اور ان کے بعد حضرت عمر مملکت کے مالک ہوں گے۔

(تفسیر مجمع البیان صفحہ ۳۱۴ ج ۱۰ مطبوعہ ایران)

شیعہ تفسیر منہج الصادقین میں اسی آیہ شریفہ کی تفسیر میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا بھی ذکر ہے۔ تفسیر منہج الصادقین کی عبارت ملاحظہ ہو۔

مروی است کہ چوں پیغمبر ماریہ را بر خود حرام ساخت و در اخفائے آں امر فرمود و حفصہ را فرمود کہ ترا باتو سرے دیگر ہست باید کہ آں را نیز بہ ہیچکس نگوئی۔ و در گمان آں خیانت نہ کنی یعنی افشائے آں ننمائی وآں اینست کہ بعد من ابوبکر و پدر تو مالک ایں امت شوند۔ و پادشاہی کنند و بعد از ایشاں عثمان متصدی حکومت گردد۔

مروی ہے کہ جب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ماریہ قبطیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو اپنے پر حرام کر دیا تو (حضرت) حفصہ (رضی اللہ عنہا) کو اس بات کو راز میں رکھنے کا حکم فرمایا۔ نیز فرمایا کہ اس کے علاوہ ایک اور بات راز کے طور پر تمہیں بتانا چاہتا ہوں وہ کسی کو مت بتانا۔ اور اس میں خیانت بھی نہ کرنا۔ یعنی کسی پر اس کا اظہار نہ کرنا۔ اور وہ یہ ہے کہ میرے بعد ابوبکر اور اس کے بعد تمہارے والد (عمر) اس اُمت کے مالک (خلیفہ) ہونگے۔

اور ان کی اتباع میں عثمان خلیفہ بنیں گے۔ (تفسیر منہج الصادقین صفحہ ۳۳۰ ج ۹ مطبوعہ ایران)

شیعہ محقق طوسی نے بھی تلخیص الشافی میں جو روایت درج کی ہے۔ وہ بھی قابل دید ہے۔ ملاحظہ ہو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَہٗ عِنْدَ اِقْبَالِ اَبِیْ بَکْرٍ اَنْ یُّبَشِّرَہٗ بِالْجَنَّۃِ وَبِالْخِلَافَۃِ بَعْدَہٗ وَاَنْ یُّبَشِّرَ عُمَرَ بِالْجَنَّۃِ وَبِالْخِلَافَۃِ بَعْدَ اَبِیْ بَکْرٍ۔

بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کی مجلس میں آنے کے وقت ان کو حکم فرمایا کہ ابوبکر کو جنت کی اور میرے بعد خلافت کی بشارت دو۔ اور عمر کو بھی جنت اور ابوبکر کے بعد خلافت کی خوشخبری دو۔

(تلخیص الشافی صفحہ ۳۹ ج ۲ مطبوعہ قم ایران)

قارئین کرام! اب بھی اگر کوئی حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو خلیفہ اول یا خلیفہ بلافصل کہے تو سمجھئے کہ اس کا نہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ہے اور نہ ہی حیدر کرار سے۔ اب اہلبیت اطہار کی عظیم شخصیت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی عقیدہ ملاحظہ فرمائیں۔

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے نزدیک خلفائے ثلاثہ

خلفاء راشدین تھے!

شیعہ مسلک کے عیسٰی بن علی اربلی اپنی کتاب کشف الغمہ میں سیدنا امام حسن

رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صلح کی گفتگو تحریر کرتے ہیں۔

مِن کلامہٖ علیہ السلام ما کتبہٗ فی کتاب الصلح الذی استقر بینہٗ وبین معاویۃ حیث رأی حقن الدماء واطفاء الفتنۃ وھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ھٰذا ما صالح علیہ الحسن بن علی بن ابی طالب معاویۃ بن ابی سفیان صالحہٗ علی ان یسلّم الیہ ولایۃ امر المسلمین علی ان یعمل فیھم بکتاب اللہ تعالیٰ وسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسیرۃ الخلفاء الراشدین ولیس لمعاویۃ بن ابی سفیان ان یعھد الی احد من بعدہٖ عھدًا بل یکون الامر من بعدہٖ شوریٰ بین المسلمین وعلی ان الناس آمنون حیث کانوا من ارض اللہ شامھم وعراقھم وحجازھم ویمنھم۔

سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان جو گفتگو ہوئی اس میں یہ بھی تھا اور یہ تحریر کتاب الصلح میں تھی۔ جو ان دونوں کے درمیان تحریر ہوئی جب کہ آپ نے ضروری سمجھا کہ فتنہ دور ہو جائے اور خون محفوظ ہو جائیں۔ اور وہ مضمون یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ وہ صلح نامہ ہے جو حسن بن علی بن ابو طالب اور معاویہ بن ابو سفیان کے درمیان طے پایا۔ وہ صلح یہ تھی۔ مسلمانوں کی ولایت میں تمہیں اس شرط پر سپرد کرتا ہوں۔ کہ تم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور سیرت

خلفاء راشدین کے مطابق عمل کرو گے۔ اور معاویہ بن ابو سفیان کو اس بات کی ہرگز اجازت نہ ہوگی کہ وہ اس کے بعد کسی سے اس قسم کا معاہدہ کرے۔ بلکہ پھر معاملہ مسلمانوں کی باہمی مشاورت سے ہوگا۔ اور اس بات پر بھی کہ مسلمان شام۔ عراق۔ حجاز اور یمن میں جہاں کہیں بھی ہوں امن سے رہیں گے۔

(کشف الغمہ ص ۵۷۰ ج ۱ مطبوعہ ایران)

شیخین کریمین سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی شان میں سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا حلفیہ بیان

شیعہ مسلک کی حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے خطبات کی کتاب نہج البلاغہ کی شرح ابن حدید میں سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد جو ابو عقیل نے بیان کیا ہے۔ وہ پیش خدمت ہے۔

قلت لابی جعفر محمد بن علی علیہ السلام جعلنی اللہ فداک ارأیت ابابکر وعمر ھل ظلماکم من حقکم شیئًا او قال ذھبا من حقکم بشیء فقال لا والذی انزل القرآن علیٰ عبدہٖ لیکون للعالمین نذیرًا ما ظلمنا من حقنا مثقال حبۃ من خردل قلت جعلت فداک افاتولاھما قال نعم ویحک تولھما فی الدنیا والآخرۃ وما اصابک ففی عنقی ثم قال فعل اللہ بالمغیرۃ وبنان فانھما کذبا علینا اھل البیت۔

میں نے حضرت امام ابو جعفر محمد باقر بن علی (زین العابدین) علیہ السلام

سے پوچھا۔ میری جان آپ پر فدا۔ کیا ابوبکر اور عمر نے آپ کے حقوق میں کچھ ظلم کیا۔ یا آپ کے حقوق دبائے۔ تو فرمایا نہیں۔ اللہ کی قسم جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا۔ تاکہ تمام جہانوں کے لیے وہ ڈرانے والا بن جائے۔ ہمارے حقوق میں سے ایک مثقال یعنی رائی برابر بھی انہوں نے ظلم نہیں کیا۔ میں نے عرض کیا۔ آپ پر فدا ہوں کیا میں ان سے محبت اور عقیدت رکھوں۔ تو ارشاد فرمایا ہاں تو برباد ہو۔ انہیں دنیا و آخرت میں دوست رکھنے میں تجھے کوئی نقصان ہو تو میں ذمہ دار ہوں۔ پھر امام نے فرمایا مغیرہ اور بنان سے خدا نپٹے۔ ان دونوں نے ہم اہلبیت پر کذب گھڑا۔

(ابنِ حدید شرح نہج البلاغۃ صہ ۸۲ ج ۴ مطبوعہ ایران)

قارئینِ کرام! سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ارشادات کی روشنی میں اب کون ہے جو خلفاء ثلاثہ کی خلافتِ حقہ کا انکار کرے ؟ اور جو کرتا ہے وہ دراصل محبِ اہلِ بیت ہی نہیں۔

خلافتِ فاروقی میں ہی ایران جب فتح ہوا تو شہر بانو رضی اللہ تعالےٰ عنہا جو کہ شاہِ ایران یزدجرد کی بیٹی تھی۔ مال غنیمت میں آئی۔ اور اُس کا نکاح سرکار فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ پھر اس شہر بانو کے بطن سے سیدنا امام زین العابدین پیدا ہوئے۔ پھر امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سرکار سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالےٰ عنہ یہ سلسلہ آئمہ عظام علیہم الرضوان تک جاتا ہے۔ اگر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کو خلافتِ حقہ نہ کہا جائے۔ جیسا کہ شیعہ حضرات سمجھتے

ہیں بلکہ سرکار عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ مسلمان ہی نہیں سمجھتے تو پھر شہر بانو کا آنا مالِ غنیمت نہ ہوگا۔ تو پھر سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح بھی اس سے درست نہ ہوا۔ جب نکاح درست نہ ہوا۔ تو سرکار امام زین العابدین کی ولادت شریفہ کے متعلق کیا کہا جائے گا۔ لہٰذا شیعہ حضرات سے خصوصاً اپیل ہے کہ ذرا غور کریں۔ وگرنہ وہ شیعہ حضرات جو اپنے آپ کو سادات سے سمجھتے ہیں۔ عوام کے سامنے منہ دکھانے کے نہیں رہتے۔

الحمد للہ رب العلمین! اہلسنت وجماعت کے عقیدہ سے ہی آئمہ کی عظمت اور سادات کرام کی رفعت کا تحفظ ہے۔

اہلِ سنت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

اب شیعہ مسلک کی مستند کتاب اصولِ کافی سے ہی خلافتِ عمر میں ہی ایران کا فتح ہونا اور یزدجرد کی شہزادی شہر بانو کا مال غنیمت میں آنا اور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح ہونا پیش کیا جاتا ہے۔

شہر بانو کا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے نکاح

سیدنا امام ابوجعفر محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

لَمَّا اُقْدِمَتْ بِنْتُ يَزْدَجَرْدَ عَلٰى عُمَرَ اَشْرَفَ لَهَا عَذَارِىُ الْمَدِيْنَةِ وَاَشْرَقَ الْمَسْجِدُ بِضَوْعِهَا لَمَّا دَخَلَتْهُ فَلَمَّا نَظَرَ اِلَيْهَا عُمَرُ غَطَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ اُفِّ بَيْرُوْجِ بَادَاءِ هُرْمُزْ

فَقَالَ عُمَرُ أَتَشْتِمُنِيْ هٰذِهٖ وَهَمَّ بِهَا فَقَالَ لَهٗ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ لَيْسَ ذٰلِكَ لَكَ خَيِّرْهَا رَجُلاً مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحْسِبْهَا بِفَيْئِهٖ فَخَيَّرَهَا فَجَاءَتْ حَتّٰى وَضَعَتْ يَدَهَا عَلٰى رَاْسِ الْحُسَيْنِ فَقَالَ لَهَا أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَا اسْمُكِ فَقَالَتْ جَهَانْ شَاه فَقَالَ لَهَا أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ بَلْ شَهْرِبَانُوْ ثُمَّ قَالَ لِلْحُسَيْنِ يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ لَيَلِدَنَّ لَكَ مِنْهَا خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ فَوَلَدَتْ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ ابْنِ الْخِيَرَتَيْنِ فَخِيَرَةُ اللّٰهِ مِنَ الْعَرَبِ هَاشِمٌ وَمِنَ الْعَجَمِ فَارِسُ

جب بنت یزدجرد عمر کے پاس آئی۔ تو مدینہ منورہ کی کنواری لڑکیاں اس کو دیکھنے کے لیے آئیں۔ جب وہ مسجد میں داخل ہوئی تو اس کی روشنی سے مسجد چمکنے لگی۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جب اس کی طرف دیکھا۔ تو اس نے اپنا چہرہ چھپا لیا اور کہا بُرا ہو ہرمز کا کہ اس کی سوتے تدبیر سے یہ بُرا دِن نصیب ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تو مجھے گالی دیتی ہے یعنی میرے دیکھنے کو بُرا دِن کہا۔ اور اس کو تکلیف دینے کا ارادہ کیا تو حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے کہا ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ آپ اس کو اختیار دیجئے۔ کہ جس مسلمان کو چاہے پسند کرے۔ اور اس کے حصہ غنیمت میں اس کو سمجھ لیا جائے۔ جب حضرت عمر نے اس کو اختیار دے دیا تو اس نے جا کر حضرت امام حسین علیہ السلام کے سر پہ ہاتھ رکھ دیا۔ امیر المومنین نے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے۔ اُس نے کہا جہاں شاہ تو حضرت امیر المومنین نے فرمایا نہیں

بلکہ شہربانو۔ حضرت امام حسین علیہ السلام سے فرمایا۔ اے ابو عبداللہ! اس کے بطن سے تمہارا ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو تمام روئے زمین کے لوگوں سے بہتر ہوگا۔ چنانچہ علی بن حسین (زین العابدین) پیدا ہوئے۔

(اصول کافی ص٢٦٦ باب مواد علی ابن حسین مطبوعہ تہران)

اب خلافتِ فاروقی کا ایک اور واقعہ پیش کیا جاتا ہے جس سے عیاں ہے کہ سرکار فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو اپنی اولاد سے حسنین کریمین علیہما الرضوان عزیز تھے۔ اور واقعہ بھی کتبِ شیعہ میں درج ہے۔

سرکار عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی اولاد سے عزیز تھے

شیعہ مسلک کی کتاب "ذبحِ عظیم" میں درج ہے کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔

لَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ الْمَدَائِنَ عَلٰى أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَيَّامِ عُمَرَ أَمَرَ عُمَرُ بِالْأَقْطَاعِ فَبُسِطَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَوَّلُ مَنْ بَدَءَ إِلَيْهِ الْحَسَنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَعْطِنِيْ حَقِّيْ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ عُمَرُ بِالْحُبِّ وَالْكَرَامَةِ فَأَمَرَ لَهٗ بِأَلْفِ دِرْهَمٍ ثُمَّ انْصَرَفَ فَبَدَءَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَأَمَرَ لَهٗ بِخَمْسِ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَقَالَ لَهٗ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَا رَجُلٌ مُشْتَدُّ الضَّرْبِ بِالسَّيْفِ بَيْنَ

يَدَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ طِفْلَانِ يَدْرُجَانِ فِيْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ تُعْطِيْهِمْ اَلْفَ اَلْفِ دِرْهَمٍ وَتُعْطِيْنِيْ خَمْسَ مِائَةٍ قَالَ عُمَرُ نَعَمْ اِذْهَبْ فَاْتِنِيْ بِاَبٍ كَاَبِيْهِمَا وَاُمٍّ كَاُمِّهِمَا وَجَدٍّ كَجَدِّهِمَا وَجَدَّةٍ كَجَدَّتِهِمَا وَعَمٍّ كَعَمِّهِمَا وَعَمَّةٍ كَعَمَّتِهِمَا وَخَالَةٍ كَخَالَتِهِمَا وَخَالٍ كَخَالِهِمَا فَاِنَّكَ لَا تَاْتِيْنِيْ بِهِمْ اَمَّا اَبُوْهُمَا فَعَلِيٌّ الْمُرْتَضٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاُمُّهُمَا فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ وَجَدُّهُمَا مُحَمَّدٌ الْمُصْطَفٰى وَجَدَّتُهُمَا خَدِيْجَةُ الْكُبْرٰى وَعَمُّهُمَا جَعْفَرُ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ وَعَمَّتُهُمَا اُمُّ هَانِيْ بِنْتُ اَبِيْ طَالِبٍ وَخَالَتُهُمَا رُقَيَّةُ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ بِنْتَا رَسُوْلِ اللّٰهِ (ص) وَخَالُهُمَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلافت کے دور میں جب اللہ تعالیٰ نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کو فتح عطا فرمائی۔ تو حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے مالِ غنیمت تقسیم کرنے کا حکم فرمایا۔ مالِ غنیمت مسجد میں بکھیر دیا گیا۔ سیدنا امام حسن علیہ السلام سب سے پہلے تشریف لائے اور فرمایا اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مالِ غنیمت عطا فرمایا ہے۔ اُس میں سے مجھے میرا حق دو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ بڑی محبت عزت اور تکریم سے حق پیش کرتا ہوں تو آپ نے ایک ہزار درہم دینے کا حکم فرمایا۔ پھر امام تشریف لے گئے اور ان کے بعد حضرت عمر کے

صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) آئے۔ تو ان کو پانچ صد درہم دینے کا حکم فرمایا۔ تو انہوں نے عرض کیا اے امیر المومنین! میں تلوار کا ماہر ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے میں تلوار چلانے کی خدمت سر انجام دیتا رہا ہوں جبکہ سیدنا امام حسن اور حسین علیہما السلام بچے تھے اور مدینہ طیبہ کی گلیوں میں کھیلا کرتے تھے۔ آپ نے انہیں ایک ہزار درہم عطا فرمائے۔ اور مجھے صرف پانچ سو۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا۔ تمہارا کہنا ٹھیک ہے۔ جاؤ ان دونوں کے باپ جیسا کہیں سے باپ، والدہ جیسی والدہ، نانا جیسا نانا، نانی جیسی نانی، چچا جیسا چچا، پھوپھی جیسی پھوپھی، خالہ جیسی خالہ، ماموں جیسا ماموں تو لا کر دکھاؤ۔ تم یہ ہرگز نہیں لا سکتے۔ دیکھو ان کا باپ علی، ان کی والدہ سیدہ فاطمۃ الزہرا ان کے نانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی نانی خدیجۃ الکبریٰ، ان کے چچا جعفر بن ابو طالب، ان کی پھوپھی اُمِّ ہانی بنت ابو طالب، ان کی خالہ رقیہ اور ام کلثوم رسول کی صاحبزادیاں اور ان کے ماموں حضرت ابراہیم بن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ (ذبیح عظیم ص۵۷ تا ص۵۸ مطبوعہ لاہور)

شیعہ مسلک کی مستند کتاب مناقب آلِ ابی طالب میں بھی ابن شہر آشوب نے اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ نیز یہ بھی بیان کیا ہے۔ کہ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجاہدین کی جو فہرست تیار کی۔ اس میں سر فہرست حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اسماء شریفہ تھے۔ عبارت ملاحظہ ہو۔ ابن شہر آشوب کا بیان ہے۔

لَمَّا دَوَّنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الدَّوَاوِيْنَ بَدَاءَ بِالْحَسَنِ وَبِالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَمَلَاءَ حُجْرَهُمَا مِنَ الْمَالِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ تُقَدِّمُهُمَا عَلَيَّ وَلِيْ صُحْبَةٌ وَّ هِجْرَةٌ دُوْنَهُمَا فَقَالَ عُمَرُ اُسْكُتْ لَا اُمَّ لَكَ اَبُوْهُمَا خَيْرٌ مِّنْ اَبِيْكَ وَ اُمُّهُمَا خَيْرٌ مِّنْ اُمِّكَ -

جب حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے مجاہدین کے ناموں کی فہرست تیار کی۔ تو ابتدا حضرت حسن اور حضرت حسین علیہما السّلام کے ناموں سے کی۔ پھر انہیں اسقدر مال عطا فرمایا۔ کہ ان کے گھر بھر گئے۔ تو حضرت عمر کے صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ عنہ، نے عرض کیا۔ آپ نے مجھ پر ان دونوں صاحبزادوں کو فوقیت دی ہے۔ جبکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت اور ہجرت میں، میں ان دونوں سے آگے ہوں۔ تو حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا خاموش رہو۔ تیری ماں نہ رہے! تیرا والد ان کے والد سے بہتر نہیں اور ان کی والدہ ماجدہ تمہاری والدہ سے کہیں بہتر ہیں۔

(مناقب آل ابی طالب ص۱۵۰ ج ۲ مطبوعہ قم ایران)

ناظرین کرام! کتب شیعہ کے حوالہ جات نقل کرنے کے بعد بھی اگر کوئی سرکار فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے بغض، کینہ رکھے اور ان پر تبرا بازی کرے تو اس سے بڑھکر بد نصیبی اور ہٹ دھرمی کیا ہو سکتی ہے۔

خلفاء ثلاثہ اور اہلبیت اطہار علیہم الرضوان آپس میں شیر و شکر تھے اور رُحَمَاءُ بَیْنَهُمْ کی تفسیر تھے۔ کتب شیعہ کا ہی آپ مطالعہ فرمائیں تو

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو گی کہ خلفاء ثلاثہ کے دورِ خلافت میں سرکار علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ان کے مشیر تھے چنانچہ چند ایک مسائل شرعی میں سرکار علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی مشاورت بطور نمونہ مشتے از خروارے پیش کیے جاتے ہیں۔

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے دورِ خلافت میں

سرکار علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے مسائل میں مشورہ لینا

مستند کتب شیعہ کے کتاب الحدود میں موجود ہے چنانچہ شیعہ مجتہد یعقوب کلینی نے فروع کافی میں بیان کیا ہے کہ سیّدنا امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا۔

وُجِدَ رَجُلٌ مَعَ رَجُلٍ فِيْ اِمَارَةِ عُمَرَ فَهَرَبَ اَحَدُهُمَا وَاُخِذَ الْاٰخَرُ فَجِيْءَ بِهٖ اِلٰى عُمَرَ فَقَالَ لِلنَّاسِ مَا تَرَوْنَ قَالَ فَقَالَ هٰذَا اِصْنَعْ كَذَا وَقَالَ هٰذَا اِصْنَعْ كَذَا قَالَ فَقَالَ مَا تَقُوْلُ يَا اَبَا الْحَسَنِ قَالَ اِضْرِبْ عُنُقَهٗ فَضُرِبَ عُنُقُهٗ قَالَ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يَّحْمِلَهٗ فَقَالَ مَهْ اِنَّهٗ قَدْ بَقِيَ مِنْ حُدُوْدِهٖ شَيْءٌ قَالَ اَيُّ شَيْءٍ بَقِيَ قَالَ اُدْعُ بِحَطَبٍ قَالَ فَدَعَا عُمَرُ بِحَطَبٍ فَاَمَرَ بِهٖ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاُحْرِقَ بِهٖ -

حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے دورِ خلافت میں ایک آدمی نے

دوسرے آدمی کے ساتھ بدفعلی کی۔ ایک فرار ہوگیا۔ دوسرا گرفتار ہوا۔ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے حاضر لوگوں سے اسکی سزا دریافت کی۔ بعض نے کہا۔ اس طرح کریں۔ دوسروں نے کہا اس طرح کریں۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ابوالحسن علی المرتضیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے پوچھا کہ ابوالحسن (رضی اللہ عنہ) آپ کی کیا رائے ہے؟ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اس کی گردن اڑا دیں۔ گردن اڑا دی گئی۔ لاش اٹھانے لگے تو حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا ٹھہریئے۔ ابھی کچھ سزا باقی ہے۔ حضرت عمر نے پوچھا کہ کیا وہ کیا ہے؟ تو حضرت علی نے فرمایا اس کو جلانے کے لیے لکڑیاں منگوایئے پھر حکم دیا کہ اس کو جلا دو۔ چنانچہ وہ جلا دیا گیا۔ (فروع کافی ص۱۹۹ جلد ۷، مطبوعہ ایران۔ الاستبصار ص۲۱۹ ج ۴)

حضرت علی کے مشورہ سے شرابی کو اَسّی کوڑے

شیعہ مسلک کی کتاب فروع کافی میں اور مناقب آل ابی طالب میں ہے۔

سیدنا امام ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السلام نے ابوبصیر سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرابی کو کس طرح حد لگایا کرتے تھے۔ تو کہا کہ آپ جوتے سے مارا کرتے تھے پھر جب لوگ باز نہ آتے تو آپ نے سزا میں اضافہ کرنا شروع کر دیا۔ یہانتک کہ اَسّی کوڑوں پر رک گئے۔ اسی طرح حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اسی سزا کا اشارہ فرمایا۔ تو حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) اس پر راضی ہو گئے۔ (فروع کافی ص۲۱۴ ج ۷ مطبوعہ تہران)

اسی طرح ولید بن عقبہ کے متعلق بھی ہے۔ زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا ہے۔

إِنَّ الْوَلِيدَ بْنَ عُقْبَةَ حِينَ شُهِدَ عَلَيْهِ بِشُرْبِ الْخَمْرِ قَالَ عُثْمَانُ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اقْضِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ زَعَمُوا أَنَّهُ شَرِبَ الْخَمْرَ فَأَمَرَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَجُلِدَ بِسَوْطٍ لَهُ شُعْبَتَانِ أَرْبَعِينَ جَلْدَةً۔

ولید بن عقبہ کے خلاف جب شراب پینے کے متعلق گواہی دی گئی۔ تو حضرت عثمان نے حضرت علی علیہ السلام کو عقبہ اور اسپر شراب پینے کی شہادت دینے والوں کے درمیان فیصلہ فرمانے کو کہا۔ تو حضرت علی علیہ السلام نے اس (عقبہ) کو دو شاخہ کوڑے سے چالیس کوڑے لگوائے۔

(فروع کافی صفحہ ۲۱۵ جلد ۷ مطبوعہ تہران)

قارئین کرام! سرکار علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم خلفاء ثلاثہ کے دور میں مشیر ہونا اس حقیقت کی بیّن دلیل ہے کہ ان کے نزدیک ان کی خلافت حق تھی۔ اب کتب شیعہ ہی سے سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوران گفتگو نصیحتیں فرمانا اور سرکار فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ان کو خراج تحسین پیش فرمانا درج کیا جاتا ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو نصیحتیں فرمانا

شیعہ مسلک کے مجتہد طوسی اور ابن شہر آشوب نے درج کیا ہے۔ کہ

سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

قال امیر المؤمنین علیہ السلام لعمر بن الخطاب ثلاث ان حفظتهن وعملت بهن كفتك ما سواهن فان تركتهن لم ينفعك شيء سواهن قال وما هن يا ابا الحسن قال اقامة الحدود على القريب والبعيد والحكم بكتاب الله في الرضا والسخط والقسم بالعدل بين الاسود والاحمر فقال له عمر لعمري لقد اوجزت وابلغت۔

ایک مرتبہ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تین باتیں ہیں۔ اگر آپ ان کو محفوظ فرمالیں اور ان پر عمل پیرا ہو جائیں تو پھر آپ کو کسی دوسری چیز کی حاجت نہیں رہے گی۔ اگر آپ ان کو اگر آپ ان کو چھوڑ دیں گے اور ان پر عمل پیرا نہ ہونگے تو ان کے سوا آپ کو کوئی چیز فائدہ نہیں دے گی۔ اس وقت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اے ابوالحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ چیزیں ارشاد فرمائیں۔ تو حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ قریب اور بعید سب لوگوں پر حدود اللہ کے قوانین جاری فرمائیں۔ دوسرا یہ کہ کتاب اللہ کے موافق رضامندی اور ناراضگی دونوں حالتوں میں یکساں حکم فرمائیے۔ تیسرا یہ کہ سیاہ و سفید ہر قسم کے لوگوں میں عدل و انصاف فرمائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنکر فرمایا۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم آپ نے مختصر کلام فرما کر ابلاغ و تبلیغ کا حق ادا فرما دیا۔

(تہذیب الاحکام ج ۶ ص ۲۲۷ مطبوعہ تہران، مناقب شہر آشوب ج ۲ ص ۱۴۷)

ناظرین کرام! حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا اتنی قیمتی باتیں ارشاد فرمانا۔ اِس حقیقت کی بین دلیل ہے کہ رحماء بینھم کی وہ تفسیر تھے۔ اور باہمی خلوص تھا۔

فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حیدر کرار کرم اللہ وجہہ الکریم کی عظمت کا اقرار

اب سرکار عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے سرکار حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان جو کہ مستند کتب شیعہ میں درج ہے۔ ملاحظہ فرمائیں!

ابن شہر آشوب نے نقل کیا ہے۔

وفي رواية يحيى بن عقيل ان عمر قال لا ابقاني الله بعدك يا علي۔

یحییٰ بن عقیل کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ اے علی المرتضےٰ! اللہ تعالیٰ آپکے بعد مجھے زندہ نہ رکھے۔ (مناقب ابن ابی طالب ج ۲ ص ۳۶۱ مطبوعہ قم)

شیعہ مجتہد طوسی نے نقل کیا ہے۔

فقال عمر لا عشت في امة لست فيها يا ابا الحسن۔

پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں ایسی جماعت میں رہنا گوارا نہیں کرتا جن میں اے ابوالحسن آپ نہ ہوں۔ (امالی طوسی ج ۲ ص ۹۲ مطبوعہ قم)

ناظرین کرام! مستند کتب شیعہ کی روشنی میں اہلبیت اطہار علیہم الرضوان اور خلفاء ثلاثہ علیہم الرضوان کا آپس میں خلوص، محبت اور عقیدت آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ پھر آپسمیں رشتہ داریاں اور تعلقات بھی پڑھے۔

خلفاء ثلاثہ اور اہلبیت اطہار علیہم الرضوان کی رشتہ داریاں اور تعلقات

مستند کتب شیعہ کے حوالہ جات کی روشنی میں پیش کیے گئے ہیں۔ تاکہ عامۃ المسلمین کے دل میں دونوں کی عقیدت اور محبت قائم رہے۔ تعصب اور بغض کو بالا طاق رکھتے ہوئے اس رسالہ کا مطالعہ کرنے والا مسلمان دونوں کو سرمایہ ایمان سمجھے گا۔ مولا کریم بجاہ النبی الامین القسیم العلیم الخبیر علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم اس کاوش کو قبول فرما کر مسلمانوں کے قلوب میں خلفاء ثلاثہ اور اہلبیت اطہار کی عظمت و رفعت محفوظ فرمائے اور ذریعہ نجات بنائے۔ آمین ثم آمین!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین ؁